A-13
576 ۱۵۰ شریف
ASL-117

دنیا کی حقیقت

عید گاہ مالیر کوٹلہ

ملنے کا پتہ

صوفی محمد اسمٰعیل و محمد جمیل بک سیلرز سبزی منڈی مالیر کوٹلہ پنجاب

نور شاہی

باسمہ سبحانہٗ !
سلسلہ اشاعت نصیحت عبرت ۱ -

• خالی یہاں سے جاؤ گے کیا رب کو منہ دکھاؤ گے
• آخر کو پھر پچھتاؤ گے اب بھی کہا مانو اگر !

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب ہ

دُنیا کی حقیقت

(جو کہ بھائی مسلمانوں کی اصلاح کیلئے لکھی گئی)

مولفہ و مرتبہ
صوفی محمد اسمٰعیل بانی انجمن اصلاح المسلمین
خطیب مسجد شاہی مالیر کوٹلہ

ملنے کا پتہ : صوفی محمد جمیل و حافظ محمد خلیل نزد سنری منڈی
(مالیر کوٹلہ پنجاب)
یکم محرم الحرام ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۷۱ء قیمت ۲ روپیہ

A-13
Rs0 02 P5.0

آپ کی خدمت میں ضروری

گذارش

یہ کتابیں آج ہی منگوا کر تنہائی میں بیٹھ کر غور سے پڑھیے

کتاب	قیمت
دُنیا کا مُسافر	۱-۲۵ روپیہ
قبر کی پہلی رات	۱-۰ 〃
قبر کیا کہتی ہے	۱-۵۰ 〃
اِصلاحُ المسلمین	۱-۰ 〃
مقبول نماز مترجم	۳-۵۰ 〃
نصیحت کی باتیں	۱-۰ 〃

ملنے کا پتہ: صوفی محمد اسمٰعیل مسجد بھولو والی سنامی گیٹ مالیر کوٹلہ

〃 کتب خانہ عزیزیہ اُردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

〃 تاج آفس بمبئی ۳

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ
وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ
اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا
مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ
لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا
وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ
بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ
اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ
اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا ۝
اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ ط اِنَّ الدَّارَ
الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ ط لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝
اِنَّ ھٰذَا الْمَوْتَ وَکُلٌّ بِکُمْ وَاَنْتُمْ غٰفِلُوْنَ ۝
وَالْقَبْرُ مُنْتَظِرٌ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ فِیْ نَوْمِ الْغَفْلَۃِ نَائِمُوْنَ ۝
وَاِنَّ الدُّنْیَا دَارُ الْاٰفَۃِ لَذَّتُھَا کَاَنَّھَا زَائِلَۃٌ وَّ ... بَاقِیَۃٌ

رحاصلها فوت ہ وآخرها موت الا ان بدن
ضعيف وزاد قليل والبحر عميق والنار محرق
والصراط دقيق والميزان عدل والقيامة قريبة
والحكم رب جليل ط فيا اخوة اعلموا ان الدنيا دار
الراحة والقرار ہ بادروا في الدنيا بالتوبة و
الاستغفار ہ قبل ان تموتوا بالمعاصي ربنا امنا
فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار ہ ط الدنيا
غرور وطالب العقبى مسرور وطالب المولى منصور ہ وطالب
الدنيا مردود وطالب العقبى مسعود وطالب المولى محمود ہ وطالب
الدنيا جاهل وطالب العقبى عاقل وطالب المولى كامل ان احسن
الكلام وابلغ النظام كلام الله الملك العلام قوله حق و
كلامه صدق ہ

اما بعد فقال الله تبارك وتعالى

في الكلام القديم ...... اعوذ بالله من الشيطن الرجيم ہ

بسم الله الرحمن الرحيم ہ

دُنیا کی مذمت قرآنِ مجید میں خدا کی زبانی

بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے

ع ۱ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ (سورۃ نساء)

ترجمہ:۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے۔ کہ دُنیا کا سرمایہ بہت ہی تھوڑا چند روزہ ہے۔ اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے۔ اُس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور تم پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا..... تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں بھی موت تم کو آ کر رہے گی۔ اگرچہ تم قطعی پختہ قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا جب مرنا بہر حال ہے تو اُس کی فکر ہر وقت رکھنا چاہیئے

ع ۲ :۔ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (سورۃ انعام)

اور دُنیا کی زندگانی کچھ بھی نہیں ہے۔ سوائے کھیل تماشہ کے اور آخرت کا گھر پرہیز گاروں کے لئے بہتر ہے کیا تمہیں عقل نہیں ہے۔ جو ایسی صاف واضح بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ دُنیا کے اِس کھیل و تماشہ کو آخرت کی بہترین زندگی سے کچھ بھی مناسبت نہیں ہے۔

ع ۳ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ (الانعام)

اور تم ہمارے پاس (مرنے کے بعد) ایک ایک کرکے آگئے ہم نے تم کو دنیا میں اوّل مرتبہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں مال و متاع ساز و سامان عطا کیا تھا اس کو تم وہیں چھوڑ آئے۔

یعنی یوں فرمایا کہ جس طرح آدمی ماں کے پیٹ سے بغیر مال و متاع کے پیدا ہوتا ہے اسی طرح قبر کی گود میں بھی اکیلا ہی جاتا ہے۔ یہ سب کچھ مال و متاع یہیں کا یہیں چھوڑ جاتا ہے.... سوائے اس کے جو اللہ کے یہاں اپنی زندگی میں جمع کرا دیا ہو۔ کہ وہ سب جمع کرایا ہوا مال وہاں پورا مل جائے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ ملے گا۔

۴ : وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورۃ انفال)

اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے تاکہ ہم اسکا امتحان کریں کہ کون شخص ان کی محبت کو ترجیح دیتا ہے اور کون اللہ کی محبت رکھتا ہے۔ دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی کیلئے کارآمد بناتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

۵ : اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ (سورۃ توبہ)

کیا تم لوگ آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (سورۃ یونس)

جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کی اُمید نہیں ہے اور دُنیا ہی کی زندگی پر راضی ہو گئے اور اِس سے اِن کو پورا اطمینان حاصل ہو گیا اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے

۷۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ یونس)

اے لوگو! سُن کو یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال ہونے والی ہے دُنیوی زندگی میں چند روز اس سے نفع اُٹھا رہے ہو پھر تم کو ہمارے ہی پاس آنا ہے پھر ہم تمہارا سب کیا ہوا تم کو جتلا دیں گے۔

۸۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ هود)

جو شخص اپنے نیک اعمال سے دُنیاوی زندگی اور اسکی رونق چاہتا ہے (جیسے مال و متاع یا شہرت نیک نامی وغیرہ) ہم ان لوگوں کے اعمال کا بدلہ ان کو دُنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور ان کے لئے دُنیا میں کچھ کمی نہیں رہتی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے دوزخ کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب کا سب بیکار ہو گیا اور حقیقت میں یہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ سب باطل (بیکار) ہے

۹۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ط (سورۃ نحل)

یعنی جو کچھ تمہارے پاس دُنیا میں ہے وہ ایک دِن ختم ہو جائے گا۔

خواہ وہ جاتا رہے یا تم مر جاؤ دونوں حال میں ختم ہو جائے گا) اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔

۱۲ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝

(سورۃ کہف)

آپ ان لوگوں سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجئے وہ ایسی ہے جیسا کہ ہم نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس کی وجہ سے زمین کے نباتات (پیداوار خوب سرسبز ہو گئے پھر ایک تخت نہی حادثہ وغیرہ کی وجہ سے خشک ہو کر) ریزہ ریزہ ہو جائے کہ ہوا اس کو اڑائے اڑائے پھرتی ہو۔ بالکل یہی حالت دنیاوی زندگی کی ہے کہ اس کی عیش عشرت مال و متاع وغیرہ آج سب کچھ ہے اور ایک دم کوئی کوئی مصیبت آجائے تو کچھ بھی نہ رہا سب ختم۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی ایک رونق ہے اور جو نیک اعمال میں وہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ وہ ثواب اور بدلہ کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں کہ ان کی ہی امیدیں لگانی چاہئیں۔

۱۳ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

(سورۃ قصص)

پس جو کچھ تم کو دنیا میں عیش عشرت اور آرام و راحت کا سامان دیا گیا ہے۔

وہ صرف دُنیا کی زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور، اِس چند روزہ زندگی کی) زیب و زینت ہے (جو بہت جلد زایل ہوجانے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں جو اجر و ثواب ہے وُہ بدرجہا اِس سے بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

۱۲: وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ o سورہ عنکبوت) اور یہ دُنیا کی زندگی محض کھیل و تماشہ کے سِوا کچھ بھی نہیں ہے اور اصل زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے۔ کاش یہ لوگ اِس بات کو اچھی طرح سے جان لیتے تو پھر یہ آخرت کے لئے کیسی کوشش کرتے۔

۱۳: يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ (

یہ لوگ دُنیا کی زندگی کی صِرف ظاہری حالت کو جانتے ہیں۔ اِس کی کوشش کرتے ہیں اور اِسی پر جان دیتے ہیں) اور یہ لوگ آخرت سے بالکل غافل ہیں (نہ وہاں کے ثواب کی اِن کو تمنا ہے نہ وہاں کے عذاب کا خوف!

۱۴: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ o (سورۃ لقمان)

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اُس دِن سے ڈرو جس دن نہ کوئی اولاد اپنے باپ کی طرف سے ہی کوئی چیز ادا کر سکتی ہے بے شک اللہ کا

وعدہ (جو آخرت کے متعلق ہے) سچا ہے پس تم کو دُنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے) کہ تم اِس میں لگ کر آخرت کے دِن کو بھول جاؤ اور نہ تم کو دھوکہ باز (شیطان) اللہ تعالیٰ سے دھوکہ میں ڈالدے) کہ تم اُس کے بہکانے میں آکر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے فکر و بے نڈر ہو جاؤ) اور یہ سمجھنے لگو کہ تمہیں عذاب نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے بخش دے گا۔

حضرت سعید بن جبیر (رض فرماتے ہیں کہ تم کو شیطان اللہ تعالیٰ کے ساتھ تم کو دھوکہ میں نہ ڈالدے کا مطلب یہ ہے کہ ..... تُم گناہ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت و بخشش طلب کرتے رہو (دُرِ منثور) اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کا مُوجب ہے۔ جب پختہ طور پر گناہوں سے توبہ کر لے کا اور گناہ نہ کرنے کا ارادہ کرو پھر اللہ تعالیٰ سے پچھلے گناہوں کی مغفرت مانگو اور آئندہ کے لیے سچی توبہ کرو اور اپنی آگے کو اصلاح کرو۔

یہ کیا حماقت ہے کہ دِن بھر گناہوں سے مُنہ کالا کرتے رہو اور زبان سے کہتے رہو کہ اے اللہ تو معاف کر دے بخش دے اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے اور سچی توبہ کی توفیق دے۔

۱۵:۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ (سورۃ شوریٰ)

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو۔ یعنی جس طرح سے کھیتی کے لیے بیج بویا جاتا ہے پھر اُس کو پانی وغیرہ دیا جاتا ہے تاکہ پھل اور اناج پیدا

ہو اس طرح سے وہ آخرت کی کھیتی کرنا چاہتا ہے اس کے لئے بیج ڈال کر
اس کی پرورش کرتا ہے ایمان سے اور اعمال صالحہ سے تو ہم اس کے لئے
اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے ...... اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب
ہو (کہ ساری کوشش اسی زندگی پر خرچ کردے) تو ہم اس کو دنیا
میں سے کچھ دیں گے اور ایسے شخص کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے

ع۱۶ :- وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ
عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥ (سورۃ زخرف)

اور یہ سب کا سب صرف دنیاوی زندگی کی چند روزہ کامرانی
ہے (دو چار روز کی بہار ہے) اور آپ کے رب کے پاس آخرت تو
پرہیزگار لوگوں کے لئے ہے۔

ع۱۷ :- اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ
وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ٥ (سورۃ دہر)

یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور وہ اپنے آگے آنے والے
ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (یعنی ان کو قیامت کے دن کی نہ تو
کوئی فکر ہے اور نہ اس کے لئے کوئی تیاری ہے۔ دنیا کی محبت نے
ان کو ایسا اندھا کر رکھا ہے کہ ذرا بھی اس بڑی مصیبت کے دن کی ان
کو پرواہ نہیں)

ع۱۸ :- فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ٥ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ٥ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ٥ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ
هِيَ الْمَاْوٰى ٥
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ٥

فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ۝ (سورہ نازعات)

پس جس دن وہ بہت بڑا ہنگامہ! مصیبت کا دن یعنی قیامت کا دن آجائے گا جس دن آدمی یاد کرے گا کہ! دُنیا میں کس کام کے لئے کوشش کی تھی اور دوزخ اس دن آنکھوں کے سامنے ہوگی۔ اُس دن کا قانون یہ ہوگا) کہ جس شخص نے (دُنیا میں) سرکشی کی ہوگی اور دُنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی ہوگی

تو اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور جو شخص دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو جس نے احرام) خواہشات سے روکا ہوگا پس اُس کا ٹھکانا جنت ہوگا۔

نمبر ۱۹۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ (سورۃ الاعلیٰ)

بے شک بامراد ہو گیا وہ شخص جو (برائیوں سے) پاک ہوا اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھتا رہا (مگر تم لوگ قرآن پاک کی نصیحتوں پر عمل نہیں کرتے) بلکہ تم تو دُنیا کی زندگی کو (آخرت کی زندگی پر) ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت (دنیا سے کہیں زیادہ) بہتر ہے اور وہ ہمیشہ رہنے والی ہے۔

نمبر ۲۰۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝

دنیاوی سازو سامان کے تفاخر نے تم کو آخرت سے غافل کر رکھا ہے، یہاں تک کہ (مرکر) قبرستان میں پہونچ جاتے ہو ہرگز (یہ چیزیں قابل فخر اور توجہ) نہیں ہیں تم کو بہت جلد (قبر میں جاتے ہی) معلوم ہو جائیگا (کہ دُنیا کیا تھی اور آخرت کیا ہے)

غرض اس قسم کی بے شمار آیات پر قرآن مجید میں موجود ہیں۔

یہ چند آیات کتاب کے شروع میں اس غرض سے لکھ دی گئی ہیں کہ بھائی مسلمانوں کو پڑھ سن کر عبرت ہو۔ علاوہ اس کے یہ پوری کتاب ہی اسی مضمون پر لکھی گئی ہے۔ کہ جس میں دنیا کی ناپائیداری اور حقیقت واضح طور پر قرآن و احادیث سے ثابت ہے۔ ویسے بھی عقل کا تقاضا ہے کہ یہ دنیا محض خواب و خیال کے سوا کچھ نہیں۔ بڑی بدنصیبی کی بات ہے کہ ہم یہ سب پڑھ سن کر چند روزہ بہار کے لئے ہمیشہ رہنے والی ابدالآباد کی زندگی کو برباد کر رہے ہیں۔ کتنا تعجب ہے اس شخص پر جسکو موت کا یقین ہو پھر وہ کسی بات پر کس طرح خوش ہوتا ہے کہ موت ہر وقت سر پر سوار ہے نہ معلوم کس وقت اچانک آجائے۔

پھر تعجب ہے اس شخص پر جسکو موت کا یقین ہے پھر اسکو کسی بات پر ہنسی آئے اور ہر وقت بے حیائی و دل لگی کی باتیں کرے۔

مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے انقلابات کو دیکھے کہ آج ایک شخص لکھ پتی ہے امیر ہے۔ کل فقیر ہے اور ٹکڑے ٹکڑے پیسے پیسے کا محتاج و لاچار ہے۔ - - - - آج ایک شخص جیل خانہ میں ہے۔ اور کل کو حاکم بن رہا ہے پھر اس کی کس بات پر اطمینان کرے۔ اور تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہو پھر وہ کس بات پر رنج کرے۔

پھر تعجب ہے اس شخص پر جس کو قیامت کے دن حساب کا یقین ہے پھر وہ عمل نہ کرے کہ اس دن ہر قسم کا جانچ وہاں مطالبہ نیک اعمال ہی سے پورا کیا جائے گا۔ اور اگر اپنے پاس نیک عمل نہ ہوں گے تو دوسرے کے گناہ حساب پورا کرنے کے لئے لینے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے عجز و انکساری دعا ہے کہ وہ ہم سب کو بخشش اور نافرمانی کے کاموں سے بچا کر آخرت میں کام آنیوالے اور اپنی رضا حاصل کرنیوالے اعمال

حسنہ کی توفیق دے اور ہمیں قرآن پاک احادیث نبوی کی نصیحتوں پر چلنے سمجھنے کی اور عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین،

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الْیُسْرَ وَالْمُعَافَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۝ اَللّٰھُمَّ اعْفُ عَنِّیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

دنیائے فانی، نبی کی زبانی،

جناب سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ۔۔۔۔ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمٌ وَّمُتَعَلِّمٌ ۝ یعنی خبردار رہو کہ دنیا لعنت کی گئی ہے، اور سب چیزیں دنیا کی ملعون ہیں۔ مگر ذکر خدا اور جو قریب ذکر خدا کے ہے۔ یعنی بجا آوری احکام خدا اور احکام رسول ؐ میں جو کوئی دوست رکھے خدا اور رسول ؐ کو اور علم پڑھنے والے کو، ضرور چھوڑنا پڑیگا۔ کوئی ہمیشہ کے لئے تم نے اس کا پٹہ نہیں لکھوا رکھا یہ زندگی ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ جب موت کا وقت اور قاصد آپہنچتا ہے۔ تو پھر وہ آگے پیچھے نہیں ہوتا، تمہاری اولاد کا بھی تمھاری ہی طرح حال ہے ..... کہ جس طرح تم اپنے بڑوں کے مرنے کے بعد انہیں کبھی یاد تک نہیں کرتے۔ انھیں ایصال ثواب نہیں کرتے ان کا مال بڑے چین اور مزے سے کھاتے اڑاتے ہو ...... تو یہ یاد رکھو کہ بالکل اسی طرح کا معاملہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری اولاد تمھارے ساتھ کرے گی۔

ہم بتائیں کہ تمہارے مرنے کے بعد کیا ہوگا　　احباب روئیں گے۔ کچھ نہیں زردہ پلاؤ ہوگا

اس لئے تمہیں چاہیئے کہ فخر و غرور کو چھوڑ کر خدا ہی پر بھروسہ کرو۔ اور اسی سے دل لگاؤ اور آج ہی سے نیک اعمال کرنے شروع کردو۔ ذکر اللہ کیا کرو۔ کبھی تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچا کرو۔ اور اپنے نفس کو نصیحت کیا کرو۔ کہ اے غافل اپنی غفلت کی آنکھ کھول اور دیکھ کہ دنیا میں تیرا کون ساتھی ہے اگر تو انصاف کی نظر سے دیکھے گا تو تو کوئی بھی اپنا سچا

رفیق اور دوست نہیں پائے گا۔ جو تجھے قبر و حشر کی تکلیف اور عذاب سے بچا سکے۔ ہرگز کوئی نہیں پائے گا۔
پس جب یہ حال ہے تو اپنے مولا سے لو لگا اور اس کے سامنے پیش ہونے کا خوف رکھ۔ اُس سے ڈر اور اسی سے اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کر وہی کافی اور ہمیشہ رہنے والی ذات ہے۔ اَلْبَقَآءُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

دُنیا کسے کہتے ہیں؟

دُنیا کیا چیز ہے۔ دُنیا کس چیز کا نام ہے۔ دنیا اس چیز کا نام ہے۔ جو چیز خدا کی یاد سے غافل کر دے۔ یعنی اس دنیا کو حاصل کرنے میں اپنے دل و جان کو اس طرح لگائے۔ کہ جس سے خداوند تعالیٰ کا حکم اور فرمان ادا نہ ہو سکے۔

دنیا وہ ہے

کہ جس سے انسان اپنی انسانیت کھو دیتا ہے۔

دنیا اُس کا نام ہے

جس میں انسان محو ہو کر ذکر خدا سے بالکل ہی غافل ہو جاتا ہے

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی یاد کو جو چیز بھلا دے گی۔ اور بُری راہ دکھلائے گی اسی کو دُنیا کہیں گے۔ چنانچہ جو شخص دنیا دار ہوتا ہے اور دنیا کے حاصل کرنے میں اپنی عمر صرف کر دیتا ہے ایسے لوگوں کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مثنوی معنوی میں کافر لکھا ہے۔ اس لئے دنیا دار وہ لوگ ہیں جو

سوائے کاروبار دنیا کے دوسرا خیال ہی نہ کریں۔ اور جہاں جائیں صرف دنیا ہی کی باتیں اور دنیا ہی کے حاصل کرنے کی فکر میں رہیں۔ اور رات دن اسی زق زق اور بق بق میں اپنی عمر برباد کریں۔ اللہ پاک کی عبادت اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت سے منہ موڑے رہیں۔

پس یہی لوگ کافر مطلق ہیں۔ اور انہیں کا نام دنیادار ہے۔ محنت مزدوری کرنا۔ شادی کرنا۔ اور رہنے کے لیے مکان بنانا۔ بیوی بچوں کا پالنا اور مال و دولت اپنے پاس رکھنا وغیرہ یہ کام جائز ہیں لیکن ان سب باتوں میں خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کا ماننا اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا نہایت ضروری ہے۔

اور انہی دنیاوی کاموں میں رہنے کے باوجود خدا سے غافل نہ ہونا اور اُسے بخوبی دل و جان سے یاد رکھنا دینداری ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی بھی کی ہے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش بھی فرماتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکامات بھی پورے کرتے تھے۔۔۔

غرض ہر پیغمبر کا یہی طریقہ تھا۔
صحابہ کرام رضؓ اور اولیاء اللہ کا بھی یہی شیوہ تھا۔
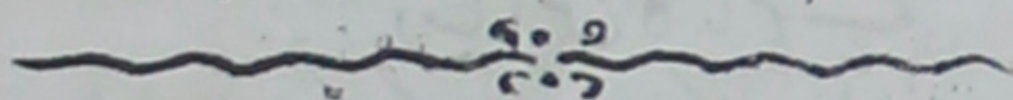
دُنیا کی محبت کا بیان

دُنیا صرف مال و دولت کی محبت کا نام نہیں ہے بلکہ موت سے پہلے جس جس حالت میں بھی تم ہو۔ وہ سب دنیا ہے۔
اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔
دنیا کے تمام کاموں اور مخلوقات اور موجودہ چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے کا نام دنیا کی محبت ہے۔
البتہ علم دین اور اعمالِ صالحہ جس کا پھل (بدلہ) مرنے کے بعد ملنے والا ہے۔ وہ دنیا سے علیحدہ ہے اور ان کی محبت دنیا کی محبت نہیں ہے۔ بلکہ وہ آخرت کی محبت ہے۔
اللہ تبارک و تعالے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے دنیا کی تمام چیزوں کو زمین کی زینت کا سامان بنایا ہے تا کہ لوگوں کو آزمائیں کہ کون کون ان پر فریفتہ ہو کر آخرت کو ضائع کرتا ہے اور کون بقدر ضرورت آخرت سفر کا توشہ سمجھ کر اپنی آخرت سنوارتا ہے

دُنیا کی حقیقت

حدیث شریف میں ہے
حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ابو ہریرہ کا ہاتھ پکڑ کر ایک کوڑی پر لا کر کھڑا کر دیا جہاں مُردوں کی کھوپڑیاں۔ مُردار۔ نجاست۔ گندگی کے ڈھیر۔ بوسیدہ ہڈیاں۔ اور پھٹے پرانے کپڑے پڑے ہوئے تھے۔

اور فرمایا - کہ اے ابو ہریرہ رضؓ یہ ہے دنیا کی حقیقت - ایک وقت وہ تھا - کہ ان کھوپڑیوں میں بھی تمہاری طرح اُمیدیں اور آرزوئیں اور حرص و ہوا سے لبریز تھیں - اور آج کس حال میں کوڑی پر پڑی ہیں نہ چند روز میں خاک ہو جائیں گی - اور ان کا پتہ نشان بھی نہ رہے گا - دیکھو یہ گندگی جو تم کو نظر آرہی ہے - وہی تمہاری غذا ہے - جس کو پیٹ کے اندر بھرنے اور کھانے کیلئے حلال و حرام کی بھی تمیز نہ کی جاتی تھی - ایک دن وہ تھا کہ رنگ برنگ کے کھانے بن کر تمہارے پیٹ میں تھا . . . اور آج یہاں کوڑی پر کس گندی حالت میں پڑا ہوا ہے - کہ لوگ اس کی بد بو سے دُور بھاگتے ہیں - دیکھو یہ پرانے چیتھڑے کسی وقت تمہارے عیش و عشرت کا سامان اور چیک دمک والے لباس تھے اور آج ان کو ہوائیں اِدھر اور اُدھر اڑاتی پھرتی ہیں اور اُن کا حال تک نہیں پوچھتا اور دیکھو یہ ہڈیاں کسی دن تمہاری سواری کے جانور اور مویشی تھے کہ جن پر اپنی جانیں تک دیے بیٹھتے تھے -

پس دیکھ لے اے ابو ہریرہ رضؓ یہ ہے دنیا کی حقیقت ! جس کا قابل عبرت انجام دنیا ہی میں ظاہر ہو گیا - پس - جس کو رونا ہو وہ اس کو دیکھ کر رو لے -

حکایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک دن دنیا کی حقیقت ظاہر ہوئی انھوں نے دیکھا کہ ایک بدصورت بڑھیا بناؤ سنگار کیے ہوئے

زیور و پوشاک پہنے ہوئے بنی ٹھنی بیٹھی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ اے بڑھیا تو کتنے لوگوں سے نکاح کر چکی ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ بے شمار لوگوں سے۔ آپ نے فرمایا۔ اُن شوہروں کا انتقال ہو چکا ہے یا وہ تجھ کو طلاق دے چکے ہیں؟

بڑھیا نے جواب دیا۔

کہ طلاق دینے کی ہمت تو کس میں ہوئی ہے۔ میں نے اُن سب کو مار ڈالا۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ السلام نے فرمایا کہ تیرے موجودہ شوہروں پر افسوس ہے کہ اُن پچھلے شوہروں کی حالت پر عبرت نہیں ہوئی پھر بھی اُن کو نصیحت حاصل نہیں ہوئی۔

مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ اور سنبھل جاؤ۔ دنیا بڑی غدار اور بے وفا ہے۔ اس سے بچو کہ اس کا جادو ہاروت ماروت کے سحر سے بھی زیادہ اور جلد اثر کرتا ہے۔ اگر تم جو کی روٹی کے ساتھ کھا کر اور ٹاٹ پہن کر بھی زندگی گزار دو گے۔ تب بھی گذر جائے گی مگر آخرت کی فکر کرو کہ وہاں کی تکلیف بڑی سخت ہو گی — **یاد رکھو!** کہ دنیا کی طلب کبھی ختم نہ ہوگی اور اس کی حرص ہمیشہ بڑھتی رہے گی۔ کیونکہ دنیا کی مثال سمندر کے کھاری پانی کی سی ہے کہ جتنا پیو گے اُتنی زیادہ پیاس لگے گی بھلا جو چیز تم سے ایک دن چھوٹ جانے والی ہے۔ اس میں دن رات صبح و شام ہر وقت مصروف رہنا اپنے لیے رنج و غم کا سامان کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

ہوائے نفس

آدمی کو عزت اور مال کی محبت کے علاوہ زمین کی بھی محبت ہوا کرتی ہے مثلاً مکان بنائے یا کھیتی کرے۔

اور نباتات کی بھی محبت ہوتی ہے

۲ مثلاً سبزی ترکاری اور دوسری پیداوار جیسے پھل یا پھول تاکہ اُن کو کھائے اور خوب مزے اڑائے۔

معدنیات کی بھی محبت ہوتی ہے

۳ مثلاً برتن اور اوزار بنائے یا زیور بنوا کر پہنے یا نقد جمع کرے اور بہترین لباس پہنے اور بنے سنور کر رہے۔

حیوانات کی بھی محبت ہوتی ہے

۴ مثلاً شکار کرے اور گوشت کھائے دودھ پیئے اور گھی کھائے تاکہ بدن میں طاقت آئے۔ اس پہ سواری کرے اور اپنی زینت بڑھائے اور لوگوں کو اپنی شان و شوکت دکھلائے۔

آدمیوں کی بھی محبت ہوتی ہے

۵ مثلاً بیوہ عورتوں کو نکاح میں لائے اور اُن کو اپنی خادمہ بنائے یا مردوں کو اپنا غلام اور نوکر و خدمت گار بنائے۔

غرض ان ہی چیزوں کا نام ہوائے نفس ہے۔ جس کو آگے مولائے کریم اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے ... کہ جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روک لیا۔ بس اُس کا ٹھکانا جنت ہے۔

دوستو خوب یاد رکھو اور اچھی طرح سے اسے ذہن نشین کر لو

کہ دنیا کی زندگانی محض کھیل کود اور تماشا ہے۔ اسی سے اکثر باطنی
امراض پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً
غرور۔ نخوت۔ کینہ۔ حسد۔ ریا۔ تفاخر۔ ان سب سے
علاوہ بڑے ہونے کی حرص پیدا ہوتی ہے۔
اور جب انسان کو دنیا کی زندگی کی درستگی و آرائش کا شوق
پیدا ہوتا ہے۔۔۔ تو حرفت و صنعت اور زراعت و تجارت سے
ناپائیدار کاموں میں ایسا پھنس جاتا ہے کہ آگے اور پیچھے کی پھر
اُس کو کچھ خبر نہیں رہتی۔ ظاہر اور باطن دونوں دنیا کے ہی ہو جاتے
ہیں۔ دل دنیا کی محبت میں مشغول اور بھرپور ہو جاتا ہے۔ اور بدن
اُس کی اصلاح میں مصروف رہتا ہے۔ حالانکہ دنیا توشۂ آخرت
ہے اور اس سے مقصود یہی ہے کہ مسافران آخرت با سانی اپنا سفر ختم کر سکیں
مگر بیوقوف اور احمق لوگوں نے اسی کو مقصود اصل سمجھ لیا۔ اور
طرح طرح کے مشغلوں اور قسم قسم کی خواہشوں میں ایسے پڑے
کہ آنے والے وقت کو بالکل ہی بھول گئے۔

حکایات

ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کی نیت سے
روانہ ہوا اور جنگل میں پہونچکر سواری کے دانہ گھاس اور سواری
کے موٹا کرنے کی فکر میں لگ جائے اور اپنے ہمراہیوں سے پیچھے رہ جائے
وائے افسوس ہے اُس کی اس حالت پر کہ
تن تنہا جنگل میں رہ گیا اور قافلہ کوچ کر گیا اور جس نیت سے

چلا تھا یعنی جو وہ بھی گیا گزرا ہوا - اور نتیجہ یہ ہوا کہ جنگلی درندوں نے موٹی تازی سواری کو بھی چیر پھاڑ ڈالا اور اُس کو بھی اپنی خوراک کے کام میں لائے ــ پس یاد رکھو اے بھائیو بھول نہ جاؤ کہ دنیا آخرت کی کھیتی اور منزل کا پڑاؤ ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اَلدُّنیَا مَزرَعَۃُ الاٰخِرَۃ اور تم اپنے جسم پر سوار ہو کر سفر آخرت کر رہے ہو اس لئے تم کو چاہیے کہ اپنی سواری کا گھاس دانہ بقدر ضرورت اٹھاؤ اور سفری ضرورتوں میں کام آنے والا سامان مہیا کر کے وہ بیج بو ڈالو جس کو آخرت میں کاٹو۔ اور پھر آنے والی زندگی آرام سے گزار سکو۔ اور اگر اس سواری (یعنی) اپنے جسم کو موٹا تازہ کرنے میں مشغول ہو گئے تو یاد رکھو قافلہ کوچ کر جائے گا اور تم منزل مقصود پر نہ پہونچ سکو گے۔ یعنی تمہیں ایسی حالت میں موت آ دبائے گی اہذا اب بھی بیدار ہو جاؤ۔

۷ دُنیا کی مخلوق کی مثال ایسی ہے

جیسے ایک کشتی پر کچھ آدمی سوار ہوں اور کشتی کسی جزیرے کے کنارے پر آ ٹھہرے اور کشتی کا ملاح سواریوں کو اجازت دیدے کہ جاؤ جزیرے میں اُتر کر اپنی ضرورتیں پوری کر آؤ۔ مگر ہوشیاری سے کام لینا - جگہ بہت خطرناک ہے اور ابھی سفر دور دراز درپیش ہے .... غرض یہ کہ سواریاں وہاں اتر پڑیں اور ادھر اُدھر منتشر ہو کر کئی جگہ پر منقسم ہو گئیں - بعض تو ضروری حاجت سے

فارغ ہوتے ہی لوٹ پڑے - اور وہاں فضول وقت گزارنا اُن کو اچھا
معلوم ہوا کہ کشتی خالی پڑی ہے - لہٰذا اپنی پسند کے موافق ساری کشتی
میں اعلیٰ درجہ کی ہوا اور کھلی جگہ تلاش کر کے وہاں بیٹھ گئے -

اور بعض جزیرہ کی خوشگوار ہوا کھانے اور خوش الحان پرندوں
کی سُریلی آوازوں کے سُننے میں لگ گئے - سبز مخملی فرش اور رنگ برنگ
کے پھول بوٹوں اور طرح طرح کے پتھروں اور درختوں کی گلکاری دیکھنے
میں مشغول ہو گئے - مگر پھر بھی جلد ہی ہوش ٹھکانے آ گیا - اور
فوراً کشتی کی طرف روانہ ہوئے یہاں پہونچ کر دیکھا کہ جگہ تنگ ہو گئی
ہے اور پُرفضا بہار کی جگہ پر اُن سے پہلے آ جانے والوں نے بستر لگا رکھے ہیں
لہٰذا وہ اِس تنگ ہی جگہ میں تکلیف کے ساتھ بیٹھ گئے

۳ اور چند لوگ اس جزیرہ کی عارضی بہار پر ایسے عاشق اور فریفتہ
ہوئے کہ خوشنما چیزوں اور پہاڑی خوبصورت پتھروں کے چھوڑنے
کو اُن کا دل ہی نہ چاہا - پس اُن کا بوجھ لاد کر انھوں نے سر پر رکھا
اور سمندر کے کنارے پر پہنچے کہ کشتی پر سوار ہوں - دیکھا تو
کشتی بالکل لبریز ہو چکی ہے - نہ اس میں اپنے بیٹھنے کی جگہ ہے
اور نہ اس فضول بوجھ کے رکھنے کے لئے کوئی جگہ ہے - اب حیران
ہیں کہ کیا کریں - ادھر تو بوجھ کے پھینکنے کو نفس گوارا نہیں کرتا
اُدھر اپنے بیٹھنے کو جگہ نہیں ملتی غرض نہایت مشکل سے ایک تنگ
جگہ گھس بیٹھے اور جو سامان پتھروں اور پھولوں وغیرہ کا بوجھ
اپنے سر پر لاد لیا تھا - اب اُن کی حالت کا اندازہ تم خود کر لو کہ
کیا ہوگا - کمر الگ دُکھے گی - گردن الگ ٹوٹے گی - اور جسم

مصیبت کے ساتھ ذلت کے گا۔ اس کو اُن کا دل ہی خوب سمجھے گا
اور بعض لوگ جزیرے کے دل افروز حسن پر ایسے عاشق ہوئے
کہ کشتی اور سمندر سب کو بھول گئے۔ کھول سونگھنے اور کھل
کھانے میں مشغول ہو گئے۔ کچھ خبر نہ رہی کہ کہاں جانا ہے۔ اور یہاں
رہ کر کن درندوں کی غذا بننا ہے۔ آخر سب کے بعد بُرے
نصیب والے سمندر کے ساحل پر پہونچے تو کشتی میں نام کو بھی جگہ
نظر آئی اور اتنے میں تھوڑی دیر میں کشتی لنگر اٹھا کر ساحل
سے چل دی اور یہ لوگ کنارے پر کھڑے حسرت بھری نگاہوں
سے اپنے ہمراہیوں کو دیکھتے ہی رہ گئے ۔ ۔ ۔ ۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوا
کہ جزیرہ کے درندوں نے اُن کو پھاڑ ڈالا اور اُن کے نازک
اور خوبصورت بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ تو بالکل یہی حال
دنیا داروں کا ہے۔ اب تم خود غور کر کے سمجھ لو کہ ان لوگوں پر کون
سی مثال لگ سکتی ہے ـــــــ جو شخص اپنے نفس کی خصلت اور عادت
سے واقف ہو گیا تو اس نے رضاء الٰہی حاصل کر لی۔ اور جس نے
دنیا کی حقیقت خوب سمجھ لی۔ تو وہ خوب سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی محبت کے بغیر آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتیں ہرگز نہیں مل سکتیں۔ اور
اللہ تعالیٰ کی محبت کے دُنیا کی محبت کا جمع ہونا ایسا ہی ناممکن ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔
جس طرح سے ایک برتن میں پانی اور آگ کا جمع ہونا ناممکن ہے۔ اور جب
تک انسان اس دُنیائے بے وفا سے مُنہ نہ پھیرے گا۔ اس دُنیائے فانی
کی چیزوں اور عیش و عشرت کو چھوڑ کر ہر گھڑی فکر آخرت اور ذکر الٰہی
میں مشغول نہ ہو جائے تو اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا نہ ہو گی۔

دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس قدر دنیا کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ اُس کی دلفریبی اور مکاری کو بیان فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ جنھوں نے سرکشی کی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی وہ جہنمی ہے۔

فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ تعجب ہے ان بندوں پر جو عالم آخرت کو سمجھیں اور پھر اس ناپائیدار دنیا پر فریفتہ اور عاشق ہوں۔ خوب سمجھ لو کہ جو لوگ دنیا ہی کو مقصد سمجھ کر اسکے کمانے میں لگ جاتے ہیں وہ ہمیشہ پریشان ہی رہتے ہیں کہ ان کا طلب کبھی ختم ہی نہیں ہوتی اور اُن کا فکر کبھی دُور نہیں ہوتا اور اُن کا آرزو کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ اور اُن کا رنج و غم کبھی دور نہیں ہو سکتا۔

اس دُنیائے بیوفا کی مثال سانپ کی سی ہے

کہ چھونے میں تو نہایت نرم اور مُنہ میں زہر قاتل لئے ہوئے ہے اس دنیائے بے وفا کی جدائی آخر ایک دن ضرور ہوگی۔

لہذا اسکے ہاتھ آجانے پر خوش ہونا.... اور ہاتھ سے جانے پر رنج و ملال کرنا دونوں بیکار ہیں۔ دنیا کے مال و اسباب کو اپنے اطمینان کا ذریعہ سمجھنا سخت حماقت ہے۔ جہاں پر ہمیشہ رہنا نہیں وہاں پر اطمینان کیسا؟

نظم

خاک کا اس میں پتہ ہوگا نہ گل کا ایک دن ۔۔۔ بے نشاں ہو جائیگا گلزار دنیا ایک دن

اُس کو بھی جانا پڑا دنیا سے تنہا ایک دن ۔۔۔ رات دن جسکے جلو میں لشکر جرار تھے

ہیں کہاں عون و نمرود و یاشدّاد لعیں — جن کو تھا اپنے خدا ہونے کا دعویٰ ایک دن
آج جو سیج پر پھولوں کی غافل تو پڑا سوتا ہے — خاک کا ہوگا تیرے نیچے بچھونا ایک دن
موت کہتی ہے نہ اترا، زور طاقت پر اس قدر — خاک کر ڈالوں گی تیرا زور سارا ایک دن
جس طرح اوروں کے قصے رات دن سنتا ہے تو — یونہی رہ جائیگا تیرا بھی فسانہ ایک دن

آخرش دارِ فنا ہے سب کو جانا ہے عزیز
یونہی ختم ہو جائے گا دُنیا کا قصہ ایک دن

۲ع الغرض دنیا کی مثال ایسی ہے۔

جیسے کسی میزبان نے اپنا مکان سجایا۔ اور مہمانوں کو بلایا۔ اور اُن کو اُس میں بٹھا کر عطر اور خوشبو دار پھولوں سے بھرا ہوا طباق لاکر اُن کے سامنے رکھ دیا..... پس اس سے صاف ظاہر ہے۔

کہ جب صاحب مکان کا اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ طباق میں رکھے ہوئے پھولوں کو سونگھو اور پھر اپنے پاس والوں کے آگے سرکا دو۔ وہ بھی اب اسی طرح نفع اٹھائیں اور خوشی سے سامنے والوں کے آگے سرکا دیں..... اس سے یہ مطلب نہیں کہ سارے طباق پر تم ہی قبضہ کر بیٹھو۔

پس اگر کوئی شخص آداب محفل سے واقف نہ ہو۔ اور طباق کو اپنا نذرانہ سمجھ کر اپنی بغل میں دبائے تو اُس کی اس حماقت پر تمام اہلِ مجلس ہنسیں گے اور اُس کا مذاق اُڑائیں گے۔

نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مالک مکان زبردستی اُس سے طباق چھین کر دوسروں کے آگے رکھ دے گا۔ اب تم خود ہی سوچو کہ اُس وقت اُس کو کیسی ندامت ہوگی۔

اسی طرح سے دُنیا اللہ تعالےٰ کی میزبانی کی جگہ ہے۔ اس سے

اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہے۔ کہ مسافرانِ آخرت آئیں اور بقدرِ ضرورت آئیں اسی طرح نفع اٹھائیں۔ اس کے بعد بخوشی اس کو دوسروں کے حوالہ کر کے اپنا راستہ لیں اور آخرت میں آ پہونچیں۔

دُنیا مکر و فریب ہے

حضورِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں دنیا کے مکر و فریب سے اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے فریب سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ مگر افسوس ہے مسلمانو تم پر۔ کہ جس دنیا سے حضورؐ نے پناہ مانگی ہے...... تم اپنے خالق و مالک کو بھول کر، دنیا کی محبت میں ایسے پھنسے ہو کہ اس چند روزہ زندگی کو ہمیشہ کی زندگی سمجھ کر قبر کی سختی اور عذاب آخرت کو بالکل ہی دل سے بھلا کر غافل ہو گئے ہائے افسوس صد افسوس ایسی سمجھ پر کہ تھوڑے دنوں کی خوبی پر ہمیشہ کی خوبی، آرام و راحت اور دولت و نعمت کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے مالکِ حقیقی کا کہا نہ مانا۔ پھر مرنے کے بعد ہمیشہ کی ذلت و خجالت اٹھائی۔ لعنت گلے کا ہار ہوا۔ اور خدائے تعالیٰ کی بارگاہ سے دوری حاصل ہوئی۔

لہٰذا اے دوستو! اب بھی سنبھل جاؤ میرے اس کہنے اور سننے کے بعد بھی ہوش میں آجاؤ۔ کیوں تم پڑھنے سننے کے بعد اللہ کے احکام کو بھول جاتے ہو اور اپنی من مانیات نفسانی خواہشا

سے باز نہیں آتے ہو۔ آخر کو پچھتاؤ گے۔ جب مر کر قبر میں جاؤ گے۔ کیوں اپنے آپ کو خرابی اور برائی کے گڑھے میں ڈالتے ہو۔ کیوں اپنے اس خبیث نفس کی مانتے ہو۔ اور جی چاہی گزارتے ہو۔ اس دنیائے ناپاک میں کب تک پھنسے رہو گے۔ اور خدا کی طرف سے غافل رہو گے۔ یہ جگہ آرام و خوشی کی نہیں۔ کچھ دین پر محنت اور عبادت کر کے اپنے مولا کی رضامندی و خوشنودی حاصل کر لو پھر مرنے کے بعد قبر و حشر میں ہمیشہ ہمیشہ چین اور سکھ میں رہو گے۔

حکایت

کہتے ہیں کہ کسی درویش نے ایک بادشاہ سے کہا۔ کہ اے بادشاہ اگر تو ایسے میدان میں ہو کہ وہاں تجھے پانی نہ مل سکے اور پیاس کے مارے تیرا حال تباہ ہو رہا ہو۔ اُس وقت کوئی شخص ایک پیالہ پانی کا لے کر تیرے پاس بیچنے کے لیے لائے تو تو کس قیمت پر اسکو لے سکتا ہے۔

بادشاہ نے جواب دیا۔ کہ اپنی آدھی دولت و حکومت دے کر اسے مول لے لوں اور اپنی جان بچاؤں۔

پھر اُس درویش نے کہا کہ پانی پینے کے بعد اگر تیرا پیشاب بند ہو جائے اور مرنے کی نوبت پہونچے تو اس بیماری سے بچنے اور پیشاب کے کھل جانے کے لیے دوا کو کتنی قیمت پر لے گا۔ بادشاہ نے جواب دیا۔ کہ باقی دولت و حکومت دے کر لے لوں اور مرض سے صحت حاصل کروں تب اُس درویش نے کہا کہ اے بادشاہ لعنت پڑے ایسی دنیا پر اور دولت و حکومت پر جو ایک پیالے پانی اور پیشاب بند ہونے کی دوا کے بدلے

تمام دنیاوی مال و دولت اور ملک و حکومت جاتا رہے۔
لہذا اب تجھے لازم ہے کہ وہ کام اختیار کر جس سے ہمیشہ اپنے کبھی نہ ختم ہونے والی بادشاہت حاصل ہو۔ بادشاہ یہ سن کر نہایت متفکر اور شرمندہ ہو کر بولا۔ کہ میں نے اب جان لیا کہ دنیا محض دھوکے کا سامان ہے لہذا آج سے میں نے اسکو چھوڑ دیا اور اسکی محبت کو دل سے نکال دیا۔
پس پھر وہ خداوند تعالےٰ کی عبادت اور یاد میں مشغول ہو گیا اور جب تک زندہ رہا اپنے اسی عہد پر قائم رہا۔
پس اے غافلو! اے دنیا کے چاہنے والو! دن رات اور صبح و شام اسپہ مرمٹنے والو! ہر وقت اسی کی فکر رکھنے والو، ہوشیار ہو جاؤ۔ اور بدی کرنیسے اب بھی باز آجاؤ۔ خیال کرو۔ ذرا کچھ تو سوچو کہ دنیا سے تم کس طرح جاؤ گے۔ سکندر کیسا بادشاہ تھا۔ کہ جس کے ساتھ بیشمار مال و دولت کے خزانے اور فوج و سپاہ اور سامان عیش و عشرت بے شمار تھا۔ جب وہ اس دنیا سے خالی ہاتھ گیا تو ہم سب کو لازم ہے کہ اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں

حکایت

کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین آدمیوں کو اپنے ہمراہ لئے جاتے تھے۔ راستہ میں دیکھا کہ دو سونے کی اینٹیں پڑی ہیں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟۔ انھوں نے کہا کہ یا حضرت یہ سونے کی اینٹیں ہیں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا.... کہ یارو یہی دنیا ہے تم اسکے قریب ہرگز نہ جائیو۔ یہ بڑی مکار ہے۔ یہ اپنے چاہنے والوں کو فریب میں .... ڈال کر ہلاک کر دیتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کو یہ نصیحت کر کے آگے بڑھ گئے۔ ساتھیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آنکھ

بچا کر وہ اینٹیں اٹھالیں۔ آگے ایک گاؤں کے نزدیک جا کر رکھ دیں بھوکے تھے تو آپس میں سے ایک کو کچھ کھانے پینے کا سامان لانے کے لئے شہر بھیجا۔ اُسکے پیچھے یوں سوچنے لگے کہ آؤ ہم دونوں آپس میں حصہ کر کے ان اینٹوں تو ایک ایک کر کے بانٹ لیں
تیسرا آدمی جب آئے گا تو اُس سے کچھ قضیہ اور جھگڑا کر کے اسکو مار ڈالیں گے پھر ہم دونوں بے کھٹکے ہو کر خوب خوشی منائیں۔
اب اُدھر سنیئے :- وہ آدمی جو بازار گیا تھا کھانے کا سامان لینے۔ اُس نے اپنے دل میں کچھ اور ہی منصوبہ گانٹھا کہ کھانے کے سامان میں زہر ملا کر دونوں کو کھلاؤں۔ جب وہ مر جائیں تو دونوں اینٹوں کا مالک میں آپ ہی بن جاؤں۔ یہ پکا ارادہ کر کے وہ کھانے کی کسی چیز میں زہر ملا کر لے آیا۔ یہاں وہ اُس کے آنے سے پہلے ہی کچھ اور ہی قضیہ بنائے بیٹھے تھے۔
بس اُسکے آتے ہی کچھ باتیں بگاڑ کی نکال کر جھگڑا مچا کر اُس کو مار ڈالا۔ پھر خاطر جمع ہو کر وہ کھانے کی جو زہر آلودہ تھی۔ وہ آپ کھا گئے ..... اللہ کی شان وہ تو مار پیٹ سے مرا۔ اور یہ دونوں فوراً کھانا کھاتے ہی زہر سے مر گئے۔
وہ سونے کی اینٹیں وہیں کی وہیں پڑی رہ گئیں۔
اتنے میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پھر پلیٹ کر واپس تشریف لائے دیکھا کہ تینوں مرے پڑے ہیں اور وہی اینٹیں اپنے ٹھکانے پر دھری ہیں۔
نہایت افسوس سے فرمانے لگے۔ کہ سچ ہے دنیا ایسی ہی ہے

اپنے پیاروں اور چاہنے والوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتی ہے۔ اس کے طالبوں کو یہاں بھی خرابی اور ہلاکت ہے اور وہاں عاقبت میں بھی ذلت و رسوائی ہے۔

غزل در عبرت و نصیحت

تو مت دل لگا اس پر اے عزیز | ہمیشہ نہ یہ زر وفادار ہے
فنا کر دیوے گی تجھے ایک روز | یہی سخت قاتل کی تلوار ہے
ہزاروں کا ایمان لیا اس نے چھین | نہ تیری نہ میری کبھی یار ہے
وہ قاروں کا تم نے سنا ہوگا حال | قیامت تلک جو گرفتار رہے
ذرا غور کر دیکھ اندھا نہ بن | فریبوں کی پتلی یہ مکار ہے
کبھی پاس تیرے کبھی میر آ | یہی اس کی ہر وقت کی کار ہے
ہے دل چھل کا ہر وقت اے میر یار | ہمیشہ گرم اس کا بازار ہے

تو کر ذکر اس پاک لاریب کا
یہ کوڑا الیاد ابھی سنسار ہے۔

ع فیا اخوة علمتم ان دنیا
ھلاک مھلک فی دار فنائہ

پس اے بھائیو!

جبکہ یہ دنیا ایک دن چھوڑنی ہے تو ہمیں چاہئے کہ اس سے دل نہ لگائیں۔ آنحضرت کو دل میں بسائیں۔ یاران طریقت

چلے گئے، اور چلے جارہے ہیں۔ اور ایک دن ہم بھی اُن ہی کی طرح چلانے والے ہیں۔

اس دُنیا میں رہ کر کتنا بھی عرصہ زندہ رہ لیں۔ موت کے وقت یہ زندگی خواب و خیال ہو جاتی ہے۔

اس کا مثال یوں سمجھیئے کہ

عالم خواب میں کیا کیا عجائبات نظر آتے ہیں۔ مگر بعد آنکھ کھلنے کے سب نیست و نابود ختم ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح سے انسان کے مرتے ہی آنکھ بند ہوتے ہی یہ عالم زندگی محض خواب و خیال کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اور اس دنیائے فانی کے مال و دولت کا یہ حال ہے کہ بعد مرنے کے اُس شخص کے خواب کی طرح ہوگا۔۔۔ جو خواب میں اپنے پاس بہت سا مال و دولت پاتا ہے اور اس پر بہت خوش ہوتا ہے۔ لیکن بعد نیند سے بیدار ہونے کے وہ مال وزر اُس کے خیال میں نہیں رہتا۔ اور پھر سوائے حسرت کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔

ذرا خوابِ غفلت سے اب بھی بیدار ہو جاؤ۔ اور پردہ جاہلیت
کو اتار کر ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ عارضی زندگی جو اللہ تعالےٰ نے تمہیں
عطا کی ہے۔ اس میں تمہارے ہاتھوں کو اس نے کھلا چھوڑ دیا
ہے۔ کہ جو تم چاہو کرو۔ خواہ اعمالِ صالح کر کے پھولوں سے
تم اپنا دامنِ مراد بھر لو۔ خواہ اعمالِ بد لعنت کے کام کر کے
اپنی اس زندگی کے باغ کو برباد کر لو۔ مرنے کے بعد تمہیں سب
کچھ دکھا دیا جائے گا۔

نظم

گھر جسے سمجھے ہے تو یہ ہے سرا — بعد تیرے کسی اور کی ہوگی یہ جا

گھر جسے سمجھے ہے تو یہ گھر نہیں — گھر تیرا ہے کوئی اور ہے اے مرد دیں

گھر وہ ہے جس میں رہے گا حشر تک — نفخ صور سے لیکر روز حشر تک

تو دُرستی سے ہے اس کی بے خبر — ڈھونڈتا پھرتا ہے دُنیا بے خبر

گزرے تیری عمر کے چالیس سال — تو ابھی سمجھتا ہے میں ہوں نونہال

تو دُرستی میں ہے گھر کی مُبتلا — سر پہ عزرائیل ہے تیرے کھڑا

بے خبر ہے تو یہ تیرا وقت رحیل — تو ابھی بوتا ہے اشجارِ نخیل

جبکہ آوے گا نہیں پھل اے فنا — تو تو ہووے گا لقمہ قبر کا

تو لگا وہ باغ اے میرِ اجل — قبر میں کھاوے ہمیشہ جس کا پھل

تو جو اپنے آپ کو سمجھے بھلا — نفس تیرا تجھ کو دیتا ہے دغا

سب کو کہہ دیتا ہے شیطانِ لعین	تیرا ثانی کوئی دُنیا میں نہیں
عیب پر رکھتا ہے اوروں کے نظر	عیب سے اپنے ہے ہر اِک بے خبر

غرض اِس ناپائدار دُنیا کی مثال ایسی ہے۔ کہ

ایک آدمی جنگل میں چلا جاتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ شیر میرے پیچھے چلا آتا ہے۔ یہ دیکھ کر اس سے بھاگا۔ دوڑتے دوڑتے اس کا دم پھول گیا۔ اور چلنے سے عاری ہوگیا۔ اسی حالت میں اُسے ایک گڑھا نظر آیا۔ چاہا کہ گڑھے میں گر کر جان بچائی جائے۔ لیکن دیکھا کہ اس گڑھے میں ایک بڑا اژدھا بیٹھا ہے۔ اِس طرف تو اژدہے کا ڈر اور اُس طرف سے تو پیچھے سے شیر کا خوف۔ اِسی حال میں تھا کہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک درخت کی ٹہنی لٹک رہی ہے۔ جان بچانے کے خوف سے اُس کو پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ دو چوہے سیاہ اور سفید اس کو کاٹ رہے ہیں۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ چوہے ٹہنی کو کاٹ دیں گے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ ابھی اِسی خیال میں تھا کہ اُس پر ایک شہد کی مکھی کا چھتہ نظر آیا۔ اُس نے اس میں سے ایک قطرہ شہد کا زبان پر لگایا۔ پھر تو اس کا ذائقہ ایسا معلوم ہُوا کہ شہد چاٹنا شروع کر دیا۔ اور چوہوں کے کاٹنے اور اژدھے

اور شیر کا خوف سب دل سے جاتا رہا۔ پھر تو یہاں تک نوبت پہونچی۔ کہ ٹہنی کٹ گئی اور یہ گر پڑا۔ اور شیر نے شکار کر کے گڑھے میں پھینک دیا۔"

پس اس مثال سے مراد یہ ہے۔
کہ یہ جنگل دنیا ہے۔ اور شیر مانند موت کے ہے۔ کہ آدمی اس سے بھاگتا پھرتا ہے۔ حالانکہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ ہے۔ کسی طرح بھی اس سے چارہ نہیں اور گڑھا قبر کا گڑھا ہے۔ اور اژدہا اعمالِ بد ہیں۔ اور ٹہنی عمر کی ٹہنی ہے۔ اور چوہے سفید اور سیاہ دن اور رات ہیں۔ اور شہد کی مثال دنیا کی محبت ہے کہ جب آدمی اس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو آخرت کی کچھ خبر نہیں رہتی۔

صبح ہوئی شام ہوئی۔ یونہی عمر تمام ہوئی۔
لوگ خوشی خوشی سالگرہ کی خوشی مناتے ہیں۔ یہ نادان یہ نہیں سمجھتے کہ گرہ سے سال کم ہو جاتا ہے۔ اور غفلت کا پردہ ایسا پڑا ہوا ہے۔ کہ باوجود ہوشیار گھڑی گھنٹہ کے غفلت نہیں جاتی۔ کچھ غور تو کرو کہ یہ گھڑیال کیا ندا کرتا ہے اور اس کی فریاد کیا کہتی ہے؟

؎ غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی

گردوں نے گھڑی عمر کی اِک اور گھٹا دی
دوستو! ذرا سمجھ سے کام لو۔ کچھ تو سوچو۔ کہ تمہارا
اِک اِک سانس کتنا قیمتی ہے۔ جو سانس چلا گیا وہ واپس
دوبارہ نہیں آئے گا۔ لہٰذا کوئی سانس اس کی یاد سے غافل
نہ جائے۔ اور ہر ایک سانس کو آخری سانس خیال کرو۔
امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ مذمّتِ دنیا کی کتاب میں تحریر
فرماتے ہیں۔ کہ "دنیا ایک چٹ پٹی عورت کی طرح سے
لوگوں کو اپنے حسن و جمال سے گرفتار کرتی ہے۔ اور اپنی
بدکرداری سے اپنے وصال کے خواہشمندوں کو ہلاک کرتی
ہے۔ یہ اپنے چاہنے والوں سے بھاگتی ہے۔ اُن کی طرف
توجہ کرنے میں بڑی بخیل ہے۔ اور اگر متوجہ بھی ہوتی ہے تو
اس کی توجہ بھی آفت و مصیبت ہے۔ امن و سلامتی نہیں
ہے۔ اگر یہ ایک دفعہ احسان کرتی ہے۔ تو سال بھر تک
برائیاں کرتی رہتی ہے۔ جو اس کے دھوکے میں آجاتا ہے
اس کا انجام ذِلّت و رُسوائی ہے۔ اور جو اس کی وجہ سے
تکبّر کرتا ہے۔ وہ آخرکار حسرت و افسوس کی طرف جاتا
ہے۔ اپنے عاشقوں سے بھاگنے کی اِس کی عادت ہے۔
اور جو اس سے بھاگے اس کے پیچھے پڑتی ہے۔ اور جو
اِس کی خدمت کرے اس سے علیٰحدہ رہتی ہے۔ اور جو

اس سے کنارہ کرے۔ اُس سے ملاقات کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کی نعمتوں کا پھل حسرت و ندامت کے سوا کچھ نہیں۔ یہ بڑی دھوکہ دینے والی مکار عورت ہے۔ بڑی بھگوڑی اور ایک دم میں اُڑ جانے والی ہے۔ یہ اپنے چاہنے والوں کے لئے نہایت زیب و زینت اختیار کرتی ہے۔ اور جب وُہ اچھی طرح سے اس میں پھنس جاتے ہیں۔ تو دانت دکھانے لگتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی دشمن ہے۔ اُس کے دشمنوں کی بھی دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے پھندے سے بچائے اور اپنے فضل سے نوازے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ آمین!

نظم

جہانِ فانی میں فخر و غرور بیجا ہے
ٹھکانا سب کا ہے آخر کار زیرِ زمین
نہ جاہ و شوکت و اقبال ساتھ جائیگا
نہ کوئی یار وفادار ہمنشیں ہو گا
ہو گوشۂ لحد کا اور چند کفن ہو گا
یہ اونچے اونچے محل اور یہ پُرفضا گلزار

خواب و خیال یہ دُنیا کا سب تماشا ہے
یہ ٹھاٹھ سارے کے سارے پڑے رہ گئے ہیں
نہ گنجِ سیم و زر و مال ساتھ جائے گا
نہ کوئی مخلص و غمخوار واں قریں ہو گا
فرشِ خاک پہ وہاں لوٹتا بدن ہو گا
یہ جائیداد یہ دولت یہ مال کے انبار

ہیں چند روزہ زندگی کے سامان یہ آدمی کیلئے
اس جہاں میں یاد رہے سدا کسی کا قیام نہیں
سمجھتے پھرتے ہو عشرت کی زندگی جس کو
یہ چلتی پھرتی ہے چھاؤں جسے قرار نہیں
بھروسہ کس کو ہے دنیا میں زندگانی کا
ہزار دن ٹھوکریں اس زندگی کی راہ میں ہیں
ہے زندگانی ہی اک اک گھڑی حیات کی
فناہ کا گھر ہے کسی کو یہاں آرام نہیں
حیاتِ فانی پہ نہ ہے خیال غرور مت کرنا
کہیں یہ غرور نہ دل کا حجاب بن جائے
غرورِ نفس میں جو آدمی ہو اشاغل

کھلونے جیسے ہوں بچوں کی دل لگی کیلئے
اگر وہ صبح کو ہے یہاں تو وقت شام نہیں
خیال کرتے ہو سرمایۂ خوشی جس کو
یہاں کسی کو گھڑی کا بھی اعتبار نہیں
یہ زندگانی تو اک بلبلہ ہے پانی کا
ہزاروں رنگ بدلتی ہیں کمین گاہ میں
کہاں امید ہو خیریت و سلامت کی
یہ ہے کوچ کی جگہ منزلِ قیام نہیں
ڈرو خدا سے یہ نگیں وقعت و رمت کرنا
اور آخرت میں وہ وجۂ عذاب بن جائے
خدا کے ذکر سے رہتا ہے وہ سدا غافل

خدا کا ذکر ہی دنیا سے ساتھ جائیگا
خدا کے ذکر ہی سے بندہ نجات پائیگا

تو دیکھو! اس ذاتِ پاک سے ہر وقت ڈرو۔ جس کے سامنے ایک دن پیش ہو گے۔ لہذا اپنے اعمال کی اصلاح کرو۔ اور اس قیمتی زندگی کی قدر کرو۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو اور ان کی

قدر کرو۔

۱۔ اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے۔
۲۔ اور اپنی تندرستی کو اپنی بیماری سے پہلے
۳۔ اور اپنی فراخ دستی کو اپنی محتاجی سے پہلے
۴۔ اور فرصت کو اپنی بے فرصتی سے پہلے
۵۔ اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے

حضرت پیران پیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

۱۔ بہت سے لوگوں کے کفن تیار ہو کر آ چکے ہیں۔ مگر کفن کے پہننے والے ابھی تک بازاروں کی خرید و فروخت میں لگے ہوئے ہیں۔ اور موت سے غافل ہیں۔
۲۔ بہت سے لوگوں کی قبریں کھُد کر تیار ہو گئیں۔ مگر ان میں دفن ہونے والے ابھی غفلت میں پڑے ہوئے خوشیاں مناتے پھرتے ہیں۔
۳۔ بہت سے لوگ اس وقت خوشیاں مناتے پھرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ پہننے والے بہت جلد ہو جانے

والے ہیں۔

۴۔ بہت سے محل اور مکان ابھی نئے بن کر تیار ہوئے تھے۔ کہ یکایک مکان کے مالک کی موت کا وقت آگیا۔

۵۔ بہت سے لوگ ابھی منتظر ہوتے ہیں خوشی کی خبروں کے۔ کہ اچانک ان کے سامنے رنج اور مصیبت کی خبریں آتی ہیں۔

۶۔ بہت لوگ اُمید رکھتے ہیں ثواب کی۔ مگر آتا ہے اُن کے سامنے عذاب۔ وہ اس وجہ سے کہ یہ لوگ عمل بُرے کرتے اور اُمید اچھی رکھتے تھے اور یہ اُمید غلط نکلی۔

لہٰذا ان کے عملوں کا بدلہ ان کے سامنے آیا۔ کیونکہ جَو بو کر گیہوں کی اُمید رکھنا۔ اور ببول بو کر کھجوروں کی اُمید رکھنا سخت غلطی ہے۔

۷۔ بہت سے لوگ اُمید رکھتے ہیں جنت کی مگر وہ دوزخ میں جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اُمید رکھتے ہیں انعام کی۔ مگر وہ سخت بلا میں گرفتار ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ اُمید رکھتے ہیں وصال کی۔ مگر ان کو ہمیشہ جدائی نصیب ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ اُمید کرتے ہیں ملک فتح کرنے کی

مگر وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔

دُنیا کے معنے

اب یہ شُبہ یہ ہوتا ہے کہ جب سارا عالم دُنیا ہے تب آخرت کہاں ہے۔ اور وہ کس طرح سے حاصل ہو سکتی ہے... اِس کا جواب حضورؐ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

نِعْمَۃُ الدُّنْیَا مَطِیَّۃُ الْاٰخِرَۃِ۔ یعنی

وہ دنیا اچھی ہے جس کے ذریعہ سے آخرت حاصل ہو جائے ہے

چیست دُنیا ازخُدا غافل بُودن
نہ قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی۔ خدا سے غفلت کے سارے سامان دُنیا میں داخل ہیں اور آخرت حاصل کرنے کے لئے سارے کام آخرت میں شمار ہیں۔ کیونکہ ہر ایک چیز کے اسباب اِسی میں شمار ہوتے ہیں۔ نیکی حاصل کرنے کے اسباب سارے نیک ہے۔ اور بدی حاصل کرنے کے سارے اسباب بد۔ لہٰذا جو چیز یادِ الٰہی سے غافل کر دے۔ اُسی کو دُنیا کہیں گے۔

دُنیا مُردار کی مانند اور اس کے طالب کتّے کی مانند ہیں

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ

سوال۔ کوّا بھی مُردار خوار جانور ہے اور کُتّا بھی۔۔۔ مگر اس حدیث شریف میں کُتّے کی مثال کو کیوں خاص فرمایا گیا۔

جواب۔ کُتّے میں چند ایسی خراب خصلتیں ہیں۔ جو کوّے میں نہیں ہیں ۱۔ مثلاً جب ایک کُتّا کسی مُردار کو دیکھے گا۔ خواہ وُہ کتنا ہی بڑا مُردار کیوں نہ ہو اکیلا اس کو کھانے کا قصد کرے گا۔ کسی دوسرے کُتّے کے قریب آنے کا روادار نہ ہوگا۔ اتفاق سے اگر کوئی کُتّا اُدھر آ بھی نکلے تو یہ غرّا کر، بھونک کر اس کو کاٹ کر نکال دے گا۔

اہلِ دُنیا میں بھی یہ وصف موجود ہے۔ کہ وہ کبھی کسی دوسرے کو اپنی دُنیا میں شریک کرنا پسند نہیں کرتے۔ اگر کہیں شرکت ہوتی بھی ہے۔ تو ہر شخص اکیلا ہی کھانا چاہتا ہے۔

مگر کوّا جب کہیں مُردار پائے گا۔ شور و غل مچا کر اپنے بھائیوں کو بلائے گا۔ اور ان کے ساتھ کھائے گا۔

۲۔ دوسرا عیب کُتّے میں یہ ہے کہ یہ ظالم اپنے مُردہ

بھائی کا گوشت بھی کھا جاتا ہے۔ یعنی ایک زندہ کتّا مرے ہوئے کا گوشت کھاتا ہے۔

اہلِ دُنیا میں بھی بعینہٖ وصف موجود ہے۔ کہ ایک کو ایک کھا جاتا ہے۔ کوّا ہرگز دُوسرے کوّے کا گوشت نہیں کھاتا۔

۳۔ تیسرا عیب کُتّے میں یہ ہے۔ کہ ایک کُتّا دوسرے کُتّے کے مرنے سے عبرت نہیں پکڑتا۔

مگر کوّا دوسرے کوّے کو مُردہ دیکھ کر بیحد رنج وغم کرتا ہے۔ روتا ہے اور غُل مچاتا ہے۔ پھر جہاں مُردہ کوّا کو لٹکایا گیا ہے۔ اس جگہ پر کوئی کوّا نہ آئے گا۔ وہاں سب کے سب آنا چھوڑ دیں گے۔ اُن کو اس قدر ایک کی موت سے قوم کی قوم کو عبرت ہوتی ہے۔ کُتّے میں یہ وصف نہیں ہے وُہ اس کے برخلاف ہے۔

پس کُتّے کی طرح دُنیا داروں کی حالت ہے۔ کہ اُن کو اپنی خواہشوں کے سامنے کسی کی موت سے کچھ عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ اگر ایک دُنیا دار مرتا ہے تو دوسرا اُس کا مال لینے کی خوشی میں پھولا نہیں سماتا۔ حالانکہ یہ نہیں سوچتا کہ مجھے بھی ایک دن اِسی طرح مرنا ہے

۴۔ چوتھی عیب دار خصلت کُتّے میں یہ ہے۔ کہ وُہ رات

کو بھی مُردار کے پاس سے نہیں ہٹتا۔ اور رات دن وہیں پڑا رہتا ہے۔ لیکن

کوّا۔ کوّا رات کو مُردار کے پاس سے بھاگ جاتا ہے کُتّے کی یہی خصلت دُنیاداروں میں بھی ہے۔

دُنیادار بھی ہر وقت مُردار کے پاس پڑا رہتا ہے۔ ہر وقت اِسی کا فکر، اِسی کا ذکر، اِسی کا حساب کتاب اُس کے سامنے موجود رہتا ہے۔

۵۔ پانچویں بڑی خصلت کُتّے میں یہ ہے کہ یہ کمبخت مردار کا گوشت کھا کر اس کی ہڈیاں تک چبا جاتا ہے۔

کوّا۔ بخلاف اس کے کوّا صرف ملائم اور نرم گوشت کھا کر ہٹ جاتا ہے۔ ہڈیاں نہیں کھاتا۔

دُنیادار بھی اوّل کُتّے کی طرح سے گوشت کھاتے ہیں۔ پھر ہڈیاں تک چبا کر چھوڑتے ہیں۔ ایک سُود خوار دُنیادار ساری جائیداد اپنے مقروض کی لیکر پھر اس کے کھانے پکانے کے برتن بھی قرق کر لیتا ہے۔ اِس کے کپڑے بھی لے لیتا ہے۔ غرض جڑ پیڑ سے سب کچھ کھا لیتا ہے اور پھر بھی بس نہیں کرتا۔

(صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ)

ہمارے آقائے نامدار حضور نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے سچ فرمایا۔ کہ بے شک دُنیا دار مُردار خوری میں کُتے کی مانند ہیں۔" غرض اہلِ دُنیا سخت بے عقل اور نادان ہیں۔ جو اندھیرے کو نُور و روشنی اور حزن و ملال کو خوشی و سرُور۔ سڑے ہوئے مُردار کو خوشبودار۔ فانی کو باقی۔ نیستی کو ہستی۔ زلزلہ کو امن۔ مَوت کو حیات۔ دُھوپ کو آفتاب۔ اَور فانی لذّات کو خدا کی ذات سمجھے ہُوئے ہیں۔ توبہ نعوذ باللہ۔ مسلمانو! توبہ کرو ایسی حرکات سے اور ڈرو اس وقت سے جب مَولا کی جناب میں پیشی ہوگی۔ اَور یاد کرو اس دِن کو جب مر کر قبر میں تنہا جاؤ گے۔ دنیا اَور نہ دُنیا کی کوئی اَور چیز تمہارے ساتھ وہاں نہ جائے گی۔ بس وہی اعمال جو تم نے دُنیا میں کئے ہوں گے اچھے یا بُرے وہی ساتھ ہوں گے۔ بندہ جب قبر میں جاتا ہے۔ تو وہاں نہ مال اُسے نظر آتا ہے۔ اور نہ اولاد، نہ گھر والے، نہ کوئی رشتہ دار، نہ دوست و یار۔ تو پھر وہاں اگر اِسے اللہ بھی نظر نہ آیا۔ تو بھاری خرابی ہوگی۔

لہذا اَے مسلمانو! چند دِن کے مہمانو! تمُ اس دُنیا میں رہ کر ایسے کام کرو۔ کہ دُنیا تمہارے ہاتھوں میں رہے۔ تمہارے دِلوں میں نہ اُتر جائے۔

تمہیں دُنیا کی بے ثباتی اور اس کی بے وفائی کا حال معلوم ہے۔ کہ

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہُوا۔ اور یہ عرض کیا۔ کہ میں نے ایک مکان خریدا ہے۔ آپ اس کا بیع نامہ تحریر کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بیع نامہ کا مسودہ سُن لو۔ پھر لکھوانا۔ کہ ایک مکان دھوکہ کھانے والے نے دھوکہ کھائے ہوئے سے مول لیا۔ نہ وہ مکان ہی رہے گا اور نہ وہ مکان والا۔ اور وہ مکان غافل لوگوں کی گلی میں ہے اور اس کی چار حدیں یہ ہیں۔

۱۔ اوّل حد اس کی موت کی ہے۔ ۲۔ دوسری حد قبر ہے ۳۔ تیسری حشر ہے اور ۴۔ چوتھی حد اس کی معلوم نہیں کہ جنت ہے یا دوزخ۔

تو جب یہ مسودہ خریدنے والے نے سُنا تو روتا ہوا چلا گیا۔ اور مکان ہی خریدنے سے انکار کر دیا۔

تو دوستو! یہاں کی کوئی چیز لائقِ اعتبار نہیں جس کے لئے جان دیتے ہو۔ اور رات دن اس پر عاشق و فریفتہ ہوتے ہو۔ عُمرِ عزیز مُفت کھوتے ہو یہ سب کچھ چند روز کا دھندہ ہے۔ کچھ کام نہ آئے گا

خالی ہاتھ آئے ہو۔ اور ایک دن اس جہان فانی سے خالی ہاتھ واپس جاؤ گے۔ آخر کو پچھتاؤ گے اب بھی وقت ہے بیدار ہو جاؤ ۔

ساتھ جاتا نہیں ہے کسی کے مال و زر | اور کام آتے نہیں خویش و پدر
ایکدن آخر کو یہ سب مر جائینگے | نیک و بد کے سوا نہ کچھ لیجائینگے
مال و اولاد کے پیار کو چھوڑ جائینگے | رشتہ داروں کی اُلفت کو توڑ جائینگے
اکیلے کو قبر میں دبا کر آجائینگے | خویش و قبائل ہاتھ ملتے رہ جائینگے

اب تو گھبرا کے یہ کہہ دیتے ہیں مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

حدیث شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَجَنَّةُ الْكٰفِرِيْنَ ۔ (مسلم شریف)
یعنی۔ دُنیا مومنوں کے لئے قید خانہ ہے اور کافروں کے واسطے بہشت ہے۔

ہست دُنیا آں کفار را | اہل فسق و ظلم آں اشرار را
بہر مومن ہست زنداں ایں مقام | نیست زنداں جائے عیش و احتشام

جس طرح سے قیدیوں کو قید خانہ میں ہر وقت کی بے آرامی ہوتی ہے اور دل کی آرزو پوری نہیں ہوتی۔ بعینہٖ اسی طرح سے مومنوں کو دنیا میں رنج و تکلیف پیش آتی ہے۔

تاکہ اپنے مالک کی رضامندی کے کام جو دولتِ آخرت ہے اچھی طرح سے پورے ہو سکیں۔

اور کافر کے حق میں آرام کی جگہ یوں ہے۔ کہ وہ کمبخت آخرت کا بالکل خطرہ نہیں رکھتا۔ اس کا اس پر یقین ایمان ہی نہیں۔ اس لئے اپنی خواہشات اور خوشی کو اپنے عمل میں لاتا ہے اور بالکل بے فکر ہو کر بڑے مزے سے چین و آرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔

حکایت

پہلے زمانے میں ایک مومن اور ایک کافر مچھلی کے شکار کو گئے۔ کافر اپنے بتوں کے نام سے دریا میں جال پھینکتا اور بہت سی مچھلیاں پکڑ لیتا اور مومن اللہ کے نام سے جال پھینکتا۔ مگر اللہ کی شان کوئی مچھلی جال میں نہ آتی۔ آخر الامر خدا خدا کر کے مغرب کے وقت شام کو ایک مچھلی جال میں پھنس گئی۔ لیکن بد قسمتی سے وہ بھی مچھلی اچھل کر اس کے ہاتھ سے پانی میں گر پڑی۔ اور بے چارہ مومن شام کو خالی ہاتھ چپ چاپ گھر کی طرف لوٹ آیا۔ لیکن کافر خوب جال بھر کر مچھلیوں کا لے کر آیا۔

اس پر مومن کا فرشتہ اس پر افسوس کرنے لگا لیکن

جب فرشتہ آسمان پر گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے مومن کا مقام جو بہشت میں تھا اُسے دکھایا۔ تب اُس فرشتہ نے کہا۔ کہ بخدا مسلمان کو جو تکلیف جو دُنیا میں ہے۔ آخرت میں پہنچنے کے بعد کچھ بھی نقصان نہ کرے گی۔ اور ہمیشہ کا آرام ملے گا۔

کافر کا جو مکان دوزخ میں تھا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ نے دِکھایا تو کہا کہ بخدا اس کافر کو جو کچھ بھی اس کو دُنیا میں ملا ہے۔ اس کے اس مکان کی طرف چلے جانے کے بعد کچھ بھی فائدہ نہ دے سکے گا۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے

کہ اِس دُنیا میں مومن لوگ تنگ دست نظر آتے ہیں۔ اور کافر اس کے برعکس دولت مند و مالا مال۔ اس سے ایک شک سا پیدا ہو جاتا ہے۔۔۔ کہ بُت پرست نافرمان تو ناز و نعمت میں رہتے ہیں۔ لیکن اللہ والے مومن تنگ دست گذار رنج و محنت میں مُبتلا ہیں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیبؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝

لہٰذا مومنوں کو لازم ہے کہ راضی برضائے الٰہی رہیں اور جو کچھ اُنہیں رنج و غم پہنچے اُسے خزانۂ رحمت سمجھیں۔ جیسا کہ بعض مومنوں کے حالات میں لکھا ہے کہ جس روز

اُن کو کوئی تکلیف نہ پہونچتی وہ سمجھتے کہ آج ہم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے۔ کہ آج اُس نے کوئی نعمت نہیں بھیجی۔ گویا وُہ رنج و مُصیبت کو ایک نعمت سمجھتے تھے

مسلمانو! تمہیں ہر طرح سے اور ہر حال میں صابر وشاکر رہنا چاہیئے۔ اور زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کرنے چاہیئں۔ تمہیں ان اعمال کا پورا پورا بدلہ آخرت میں ملے گا۔ لیکن کافروں کو صرف دنیا میں ہی مل جاتا ہے۔ اور آخرت میں اُن کا کوئی حصہ نہیں۔ اسی واسطے وہ دُنیا میں خوشحال نظر آتے ہیں۔ فرعون کو دیکھیئے۔ باوجود اس کے کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ کبھی اس کے دردِ سر تک بھی نہ ہُوا تھا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے دُشمنانِ خدا کے کبھی کبھی دردِ سر تک نہ ہوا۔ اس میں یہ بھید تھا۔ کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں آہ و فریاد تک نہ کریں۔ اور مستحقِ بخشش و ثواب نہ ہوں۔ تو اَے اللہ کے بندو! اب بھی اپنی غفلت سے آنکھیں کھولو۔ اور دل و جان سے خدا و رسول کے احکام کی فرمانبرداری اور قدردانی کرو۔ چند روزہ زندگی کو غنیمت جانو۔ نہایت پُر خلوص سے اطاعت الٰہی میں اپنی قیمتی عمر صرف کر کے اس دُنیا سے جاؤ۔ تاکہ دُنیا میں عزت، قبر میں راحت و آرام اور آخر میں جنت و نعمت الٰہی مل سکے۔

اور اگر غفلت سے دنیا کی محبت میں پھنسکر اپنی اس عمر کو برباد کرو گے تو دین و دنیا دونوں برباد ہو جائینگے۔

دنیا کے لئے جو دین کو کھو دے
دونوں جہاں کو وہ ڈبو دے
خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃَ۔

یہ دنیا سرائے فانی ہے اور مثل مسافروں کے ہے

کیا دنیا ہے اک سرائے نابکار جسمیں رہتے ہیں مسافر بے شمار

حدیث شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جس نے دنیا کو چھوڑا اس کو اللہ تعالیٰ نے دوست رکھا۔ اور جس نے مسلمانوں سے طمع کھائی اس کو مسلمانوں نے دوست رکھا۔ پس معلوم ہوا یہ ہوا۔ کہ دنیا چھوڑنا گویا اللہ پاک سے دوستی کرنا ہے۔ اسی لئے یہ کمبخت دنیا لوگوں کو خدائے پاک کے ساتھ محبت کرنے نہیں دیتی۔ اور چاہتی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ میری ہی طرف اور ہر وقت متوجہ رہیں اور مبتلا رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو اس دنیائے بے وفا کے مکر و فریب اور شیطان کے پھندوں سے بچائے۔ اور اپنی اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نصیب کرے اور ہماری زندگیوں کو حیاتِ طیبہ بنائے۔ آمین

یا الٰہ العالمین

نظم

دوستو شوق سے کرو خالق کی عبادت
فرماتا ہے قرآن میں اللہ تعالےٰ
ہر سانس میں تسبیح کے کلمہ کا تو ذکر کر
اور پھیر سدا نامِ الٰہی کی تو مالا
نکلے نہ کوئی سانس بجز یادِ الٰہی
رکھو وردِ زبان وہی جل جلالہٗ
ابلیس نے سجدہ نہ کیا حکم کو توڑا
اللہ نے لعنت کا اُسے طوق ہے ڈالا
جب منکرِ فرمانِ خداوند ہوا وہ
مُنہ اس کا نہیں کر دیا اللہ نے کالا
کرتے نہیں ہو تم جو بھلا سجدہ عزیزو
مغرور رہو کیوں تم سے پوچھیگا نہ اللہ تعالیٰ
دُنیا کے لئے یارو کماتے ہو ہمیشہ
عقبیٰ کے لئے کچھ نہ کمایا نہ سنبھالا
دُنیا کی بہت آپ کے نزدیک ہے پونجی
پر دین کے کاموں میں نکالا ہے دیوالا
چاہو نہ اسے دوستو یہ دُنیا ہے مُردار
کتا ہے طلبگار جو اس کا ہے رذالا
مانند سرا ہے یہ جو دُنیائے دو روزہ

جو آئیں گے سب چھوڑ موت کر گئی نوالہ

سمجھ رکھتے ہو تو دنیا کی سبھی چھوڑ دو الفت

کام آئیگی آخرت میں نہ سالی نہ یہ سالا

پوچھے گا کوئی نہ مدد تیری کرے گا

بھاگئے گی تجھے دیکھ کے تیری ماں اور خالہ

کھل جائینگی اُس وقت یہ آنکھیں تیری غافل

کر لیوے گی جب موت تیرا آکر کے نوالہ

افسوس گیا کھیل میں سب تیرا بچپن

کر شرم کہ ہر بال بھی اب ہو گیا کالا

آتی نہیں عبرت کہ جوانی بھی چلی ڈھل

اور بال ہوئے جاتے ہیں سب رُوئی کا گالا

پر نیند سے غفلت کی نہیں کھلتی تیری آنکھ

اس عمر میں لوٹا گیا تیرا رسالہ

کرنا ہو جو کچھ کرلے یہاں وقت یہی ہے

کام آئے گا آخر کو نہ فریاد نہ نالہ

سمجھاؤں کہاں تک میں تجھے اے یار ناداں

کیا شامتِ عصیاں سے ہوا دل تیرا کالا

صوفی کی نصیحت پہ عمل کر اے میرے سلیم

ہووے گا تیرا مرتبہ دونو جہاں میں دو بالا

اہلِ دُنیا کے شکوک و اعتراضات

فرمانِ خداوندی! یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ہ ۔ یعنی! بے شک خدا کا وعدہ سچا ہے۔ پس دُنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمہیں خدا کے بارے میں کسی طرح کا فریب نہ دے۔

مسلمانو! فریب دینے والے سے مراد شیطان دھوکے باز ہے اکثر لوگ اِس دھوکے باز شیطان کے کہنے سے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی دھوکے میں ڈالتے ہیں۔ اور طرح طرح کے شبہات پیش کرتے ہیں۔ مثلاً یہ شبہ کہ دُنیا نقد ہے اور آخرت اُدھار۔ اور نقد بہتر ہوتا ہے اُدھار سے۔ یا یہ کہ دُنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک۔ تو یقینی کو مشکوک کی اُمید میں کس طرح چھوڑ دیں۔ جیسے کسی نے کہا ہے ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے۔ عاقبت کی خبر خدا جانے

ایسے شبہات سے صریحاً کفر لازم آتا ہے۔ اور یہ سراسر

غفور ہیں۔

کتنے دنیا کے معاملات خرید و فروخت میں ایسے ہیں جن میں اُدھار کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں۔ اگر ایک دو پیسے کی چیز دو روپے میں بکنے لگے۔ اور خریدار پر معمولی سا بھی اطمینان اور بھروسہ ہو تو بڑی خوشی سے اُسے دے دیتے ہیں۔ یہاں نقد اور اُدھار کا قاعدہ ختم کہاں چلا جاتا ہے۔

دوسری قسم کے شُبہات وہ ہیں

جن کا باعث غفلت و جہالت ہے۔ اُن کا مُفصّل جواب یہ ہے۔ کہ شیطان نے ان کو فریب دے رکھا ہے۔ ع۱۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے۔ کہ شیطان نے اُن کو یہ فریب دے رکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔ مجھے عذاب کیوں کرے گا۔ اور میرے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے۔ وہ بڑا رحیم و کریم اور ستار و غفار ہے مجھے بخش دے گا۔

جواب اس کا یہ ہے

کہ بے شک وہ غفورُ الرّحیم ہے۔

مگر وہ قہار و جبار، عزیز انتقام، شدیدُ العقاب بھی تو ہے۔ سو تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا ہے کہ تمہیں ضرور بخش دے گا۔ اور تمہارے حق میں ضروری مغفرت ہوگی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ انتقام و قہر ہو اور

تم پر عذاب ہونے لگے۔ جہاں وہ تمہیں چھوڑ سکتا ہے۔ وہاں وہ پکڑ بھی تو سکتا ہے۔ اگر وہ وہاں پکڑنے پر آگیا تو پھر تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب سزا ملنے لگی تو پھر تمہاری یہ حماقت اور خرمستی سب بھول جائے گی۔ ڈرو اللہ کے عذاب سے اور اس دن سے جس دن کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا۔ اب تو تم طرح طرح کی نکتہ چینیاں کرتے ہو اور بحث پر اتر آتے ہو۔ دین اور آخرت کے بارے میں اپنی عقل اور دماغ کو دخل دیکر طرح طرح کی تمسخریاں کرتے ہو۔ مرنے کے بعد قیامت میں تمہیں یہ سب بھول جائیں گی۔ اب تو تمہاری یہ چرب زبانی ہے کہ ؎

حکم قرآن حدیثاں سن کر کرن پیار نہ کوئی
بس بس آکھن ویکھیا جاسی جدوں قیامت ہوئی
حکم نبیؐ سرور دا سن کر سچ یقین نہ لیاون
کون سہاگن او تھے ہوسی آخر بول سناون

ایسے دین اور آخرت کا مذاق کرنے والوں کے لئے پھر حکم ہوگا ؎

ایہہ مغروراں نکل جاسن جس دن حاضر ہوون
بدشکلاں سب قید زنجیراں وچہ دربار کھلوون
رب فرماسی اساں تساں نوں کتنے لاڈ دکھالے
ساڈی نعمت کھا کے پلیوں نمک حرام ہو گالے

جیویں بھلایا دنیا اندر کبروں تساں اساں نوں

اسیں بھلاساں رحم نہ کرساں دوزخ وچ گیاں نوں

خاص رسولؐ اساڈی طرفوں ساری خبر پہونچائی

تاگر سُن فرمان تساں نوں بات پسند نہ آئی

اول نافرمانیاں تائیں جنت پاک دکھاسن

کوثر نہراں باغ نورانی حوراں نظری آسن

مارن آہیں ہتھ نہ آوے جیہڑا وقت وہانا

اُس دن سارے معلم کرسن سچا نبیؐ ربانا

دوزخ داخل کرو ایہناں نوں کہسی رب تعالیٰ

جل بل تڑفن جیونکر تڑفے تڑکا ہانڈی والا

امر ہوسی بس رحمت کارن کرو امید نہ کوئی

جیویں تساں نوں حکم نبیؐ دا بات پسند نہ ہوئی

کرم کما کر اساں تساں نوں خوش فرمان سُنایا

نبیؐ اساڈا حکم اساڈا تساں پسند نہ آیا

کیونکر دُنیا وچہ تساں نوں ساڈا حکم نہ بھانا

ایتھے تُسیں نہ بھاؤ سانوں ہوسی حکم ربانا

تساں بھلایا دُنیا اندر سانوں کبر غروروں

اسیں بھلایا دوزخ اندر کرکے رد حضوروں

کوئی سوال نہ اسیں قبولاں بے دیناں جھوٹھلاں

پاس درباروں ملن مراداں تابعدار رسولاں

اُسدا میر کردڑاں روسن نفع نہ ہرگز ہونا
جداوں عدالت پکڑن لگی گھر گھر پیسی رونا
بدعت شرکت والے دفتر وچہ عدالت آون
رب دے کول رسولؐ بھی ہوسی آپو آپ سناون
کسے دیہاڑے معلم ہوسی ایہہ مغرور دلیری!
جس دن کیہا رسولؐ خدا نے ایہہ نہیں اُمت میری
قسم خدا دی جس دی طرفوں حضرت انکار کریسی
دُور نکالو دوزخ ڈالو حکم خداوند دیسی
تو اندا دیستو اس کی پکڑ سے بچو۔ اور اب بھی سمجھ جاؤ۔
پھر اللہ تعالیٰ غفور الرحیم تو اس شخص کے لئے ہے جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرے اور اعمال صالحہ کرے۔ جیسا کہ سورۃ انعام میں ارشاد فرمایا
ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے غفور الرحیم ہے۔ جنہوں نے نادانی سے کام کیا۔ پھر انہوں نے توبہ کرلی۔ اس کے بعد اور اپنے اعمال درست کرلئے)
تو خیر اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ جو چاہے کرے۔ اس کے فضل کا کوئی روکنے والا نہیں اس کو کوئی روکنے والا نہیں۔ مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل اور ثبوت ہے۔ کہ میرے ساتھ فلاں معاملہ ہوگا۔ اللہ کے فضل پر اُمید ہے۔ اللہ بڑے

فضل کا مالک ہے۔ جو چاہے کرے۔ لیکن اگر وہ عدل پر آجائے تو پھر تو شامت آنے گی نہیں۔

لہذا اے آجکل کی نئی روشنی کے مسلمانو۔ مغربی تعلیم کے نوجوانو! توبہ کرو اپنے گناہوں کی حرکات اور ڈھیٹ پنے سے۔ دوسرے ایک ستم یہ ہوتا ہے کہ او میاں! ابھی کیا جلدی ہے۔ آگے چل کر توبہ کرلیں گے۔ بوڑھے ہو کر داڑھی رکھ لیں گے۔ ابھی نمازیں پڑھنے اور تسبیح کرنے کو بہت عمر پڑی ہے۔ ابھی سے مسجد میں جاتے ہوئے اور داڑھی رکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ابھی سے بوڑھے معلوم ہونے لگیں۔ ابھی سے میں اپنے منہ کو داڑھی سے کالا کرلوں۔ ابھی سے سر منڈا دوں۔ نہیں نہیں۔ ابھی نہیں۔ ابھی تو میں جوان ہوں۔

ابھی تو شباب کا عالم ہے۔ جوانی کے مزے اور یاروں سے عیش و عشرت کے دن ہیں۔ والدین کو بھی نفرت ہے۔ محمدی شکل و صورت، لباس اور تعلیم سے، وہ بھی انگریزی تعلیم اور انگریزی لباس و صورت سے خوش ہوتے ہیں۔ بچپن سے ہی ایسی پرورش کی جاتی ہے۔ جس سے اسلام کی بو بھی نہ آسکے۔ عورتیں بھی اپنے مردوں کو اس حالت میں دیکھ کر خوش ہوتی ہیں۔ کہ میاں کی شکل و صورت اور لباس۔ سب چال ڈھال خسروں و عیسائیت کی طرح ہو۔ گویا میاں بابو جی کہلائے۔ سر پہ انگریزی بال

اور ڈاڑھی سے منہ بالکل عورت جیسا ہی ہو۔ تب بیاں اس کو پسند ہے۔ ورنہ اُس سے سخت خفا اور ناراض ہے۔ گویا یہ سب کچھ بیوی کے راضی کرنے کے لئے ہی کیا گیا ہے..... اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خوش رہیں یا ناراض۔ اس سے کوئی سروکار و مطلب نہیں۔ یہ حالت ہے۔ آج کے مسلمان کی کہ دیکھنے سے پہچان بھی جاتی رہی کہ آیا یہ مسلمان ہے یا کوئی کافر۔ سب کام ناجائز۔ دین سے کورے۔

اونٹ کی طرح کوئی بھی کل اس کی سیدھی نہیں۔ ہائے افسوس ان کی اس حالت پر کہ ان کی بصیرت پر ایسا پردہ پڑا ہے۔ کہ اُٹھنے کو تیار نہیں.... اس شخص سے یہ پوچھنا چاہیئے۔ کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ابھی تم اور زندہ رہو گے۔ مرو گے نہیں۔

ہو سکتا ہے کہ رات کو تم سوتے کے سوتے رہ جاؤ یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو...کیا ایسا دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا۔ کہ کتنے لوگ اسی قسم کی حماقت اور تمسخریاں کرتے رہتے ہیں۔ کہ یکایک سُننے میں آتا ہے۔ کہ فلاں شخص کا ہارٹ (دل) فیل ہو گیا۔ فلاں شخص گاڑی کے نیچے آ گیا۔ فلاں شخص چھت کے نیچے آ کر دب کر مر گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے منٹوں کے

اندر جان دے دی۔ جنہیں صبح کو یاد بھی نہ تھا۔ ایسی قسم کی دلیری کی باتیں کر رہے تھے۔ کہ شام اُن کو اس حال میں آئی کہ وہ قبر میں جا سوئے۔ وائے افسوس اُن کی اس غفلت و کوتاہی پر جس نے اُن کو خدا کی طرف آنے ہی نہ دیا۔ اور اُن کو توبہ کی مہلت نہ مل سکی۔

یاد رکھو۔ کہ گناہ

جس قدر بڑھتا جاتا ہے۔ اتنی ہی دِل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے۔ اور دِن بدن توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ اکثر لوگ بلا توبہ کئے ہی مر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ معافی دے ایسی حالت سے اور مرتے وقت تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ کی توفیق بخشے۔ تاکہ اس دُنیا سے گناہوں سے پاک ہو کر جائیں۔ آمین

یا اِلٰہُ العالمین

تیسرے ایک مشبہ یہ ہوتا ہے۔

کہ میاں۔ گناہ تو کر لیں۔ پھر توبہ کر کے معاف کرا لینگے ایسی حماقت کرنے والے شخص سے یہ کہنا چاہئے کہ ذرا اپنی اُنگلی آگ میں ڈال دو۔ پھر اُس پر مرہم لگا کر آرام کر لیں گے۔

اُس شخص کو یہ بات ہرگز گوارہ نہ ہوگی پھر کہتے۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ گناہ کے کام کرنے پر

کیسے جرأت ہوتی ہے۔ اُس شخص کو یہ کیسے معلوم ہو گیا۔ کہ پھر توبہ کی توفیق ہو ہی جائے گی۔ تو پھر یا اگر توبہ بھی کی تو کیا اللہ تعالیٰ کے ذمے واجب ہے۔ کہ توبہ قبول ہی کرلے۔ پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ اُن سے توبہ کرلینا اللہ تعالیٰ کے روبرو کافی نہیں بلکہ جس کا حق ہے اُس سے معاف کرانا ضروری ہے۔ جب تک حقدار جس کا حق دبایا یا مارا گیا ہے یا کسی پر کسی طرح کی اور زیادتی کی ہے وہ معاف نہ کردے معاف نہیں ہوتا۔

چوتھے ایک شبہ یہ ہوتا ہے

کہ ہم کیا کریں۔ ہماری تقدیر میں یونہی لکھا ہے۔ اور یہ شبہ بہت ہی ارزاں ہے۔ مسلمانو!

ذرا انصاف تو کرو۔ جس وقت تم گناہ کرتے ہو کیا وہ اپنے ارادے سے کرتے ہو کہ چونکہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے۔ لہذا... لاؤ تقدیر کی موافقت کریں... ہرگز نہیں۔ اُس وقت تو اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا۔ جب گناہ سے فراغت ہوجاتی ہے تو اس وقت ایسی باتیں سوجھتی ہیں۔ پہلے تو نفس و شیطان کے پھندے میں پھنس کر اندھے ہوکر خود کرتے ہو۔ اور پھر تقدیر پر بہانہ دھرتے ہو۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ اگر تقدیر پر ایسا ہی بھروسہ

ہے۔ تو دنیاوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتماد و بھروسہ کرتے۔ کہ جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی نقصان پہنچائے۔ تو اس پر عتاب و غصہ ہرگز مت کیا کرو۔ اولاد اور نوکروں سے جرم و قصور ہونے پر ان کو تنبیہ و نصیحت مت کیا کرو۔ کیونکہ اُن کی تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ کہ شرارت کریں گے نقصان دیں گے۔ وہاں کیوں مسئلہ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو۔ یہاں سب سے بڑھ کر تقدیر پر تمہارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

پانچویں۔ ایک بات یہ ہوتا ہے۔

کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جائینگے اور اگر دوزخ لکھی ہے تو دوزخ میں جائیں گے۔ لہٰذا محنت و مشقت اُٹھانا یہ سب بے کار ہے۔ ایسے بے انصاف لوگوں سے کہنا چاہیئے۔ کہ اگر یہی بات ہے تو دنیا کے معاملات میں کیوں تدبیریں اور کوششیں کرتے ہو۔ کھانے کے لئے اس قدر اہتمام کرتے ہو۔ بوتے ہو۔ ہل جوتتے ہو۔ کاٹتے ہو۔ پیستے ہو۔ چھانتے ہو۔ گوندھتے ہو۔ پکاتے ہو۔ پھر لقمہ بنا کر منہ میں لے جاتے ہو۔ چباتے ہو۔ نگلتے ہو۔ کچھ بھی نہ کیا کرو۔ اگر قسمت میں ہے تو آپ ہی بن بنا کر پیٹ میں اُتر جائے گا۔ نوکری کیوں کرتے ہو۔ کھیتی کیوں کرتے ہو۔

غرض یہ سب دھندے دنیا کے کیوں کرتے ہو۔
پھر اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے تو نکاح کیوں کرتے ہو۔
پس جس طرح باوجود ثبوتِ تقدیر کے ان مسببات کے لئے اسبابِ خاصہ جمع کرتے ہو۔ اسی طرح آخرت کی نعمتوں کے لئے بھی اسباب و اعمالِ صالحہ جمع کرنا ضروری ہے۔
چھبیویں ایک شبہ یہ ہوتا ہے۔ کہ حدیث میں آتا ہے ۔۔۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ
کہ ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن ہے۔ لہذا ضرور ہمارے ساتھ حسن اور اچھا ہی معاملہ ہوگا
اے دوستو! خوب یاد رکھو۔
کہ رجا اور حسن ظن کے معنی یہ ہیں۔ کہ اسباب کو اختیار کر کے مسبب کے مرتکب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل کا منتظر رہے۔ اور صرف اپنی تقدیر پر ہی بھروسہ نہ کر بیٹھے اور اگر اسباب ہی کو اڑا دیا تو یہ حسن ظن نہیں ہے۔ محض غرور اور دھوکا ہے۔ اس کی ایک موٹی مثال یہ ہے۔ کہ کھیت میں بیج بو کر اگر انتظار ہو کہ اب اناج خدا کے فضل سے ضرور پیدا ہوگا۔ یہ تو اچھی امید ہے۔ اور اگر کھیت میں کچھ نہیں بویا اور کیا کرایا کچھ نہیں۔ ویسے ہی اس ہوس کے چکر میں بیٹھا رہے کہ غلہ پیدا ہوگا۔ تو یہ نرا پاگل پنا اور دھوکا ہے۔

جس کا انجام افسوس و حسرت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

پس اے مسلمانو!

ایسے ایسے شبہات دل میں پیدا کر کے اعمالِ صالحہ سے محروم ہونا سخت نادانی ہے۔ یہ دنیا تمہارے لئے آخرت کی کھیتی ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃ ط

لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ اس کے اندر نیکیوں کا بیج ڈالو۔ تاکہ مرنے کے بعد آخرت میں ویسا ہی عمدہ پھل حاصل ہو۔ اور جو شخص کانٹوں کا بیج بو کر نیشکر (گنا) کے پیدا ہونے کی توقع رکھتا ہے وہ بڑا احمق اور بے وقوف ہے۔ بندے کو اللہ تعالےٰ نے بندگی اور عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

بندہ آمد از برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

پھر بندگی کرنے کے طریقے بھی بتا دیئے۔ ہدایت پانے کے لئے قرآن مجید بھیجا اور نمونہ کے لئے اور سیدھی راہ دکھانے کے لئے اپنے رسول بھیجے۔

لہٰذا اگر مذکورہ بالا شبہات کو اپنے دل میں جگہ دیں تو ان سب کا بے کار ہونا لازم آتا ہے۔ اس حالت میں اسے نہ اپنی کتابیں بھیجنے کی ضرورت تھی اور نہ اپنے رسولوں کی۔ لیکن ذرا سمجھنے، سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ ان کے نہ ہونے کی وجہ سے برائی اور بھلائی میں کیسے تمیز ہوتی۔ حلال و حرام میں کس طرح سے فرق کیا جاتا۔ انسان

کہ اپنے اشرف المخلوقات ہونے کا کیسے پتہ چلتا۔ دنیا میں رہ کر زندگی گزارنے کے طریقے کیسے معلوم ہوتے۔

اگر انصاف کی نظر سے دیکھیں تو یہ سب چیزیں ہمارے ہی فائدے کے لئے ہیں۔ کہ دنیا میں بھی ہماری زندگی آرام وراحت سے بسر ہو۔ اور آخرت میں خدا کی نعمتوں سے مالا مال ہوں۔ مگر یہ سب کچھ اسی حالت میں ہوگا جب ہم اللہ کے کلام پاک پر عمل کریں۔ اور رسول اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کریں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ایسے بہکانے شبہات۔ نفس اور شیطان کے دھوکے سے محفوظ رکھے اور اپنی عین مرضی کے مطابق اعمالِ صالحا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دُنیا آخرت کی کھیتی

میرے بھائیو! اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکی کا بدلہ نیک اور بدی کا بدلہ بُرا دے گا۔ اس پر ہمارا ایمان ہے۔ کہ دُنیا دارالعمل ہے۔ (یعنی عمل کرنے کی جگہ ہے) یہ دُنیا دارالجزاء نہیں۔ یعنی بدلہ پانے کی جگہ نہیں ہے۔

اس لئے چاہیئے کہ ہر شخص کو اس کے عمل اور کارگذاری کا پورا نتیجہ اس موجودہ زندگی میں اس کو ملے۔ یہ نہیں ہو رہا۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کی صفت عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر یہ دُنیا دارالجزاء ہے۔ تو ہر شخص کو پورا پورا بدلہ ملنا چاہیئے۔ مگر ہر شخص یہ دیکھ رہا ہے۔ کہ بہتیرے ظالم، بدکار، بڑے درجہ کے رُوسیاہ خطاکار آرام و چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور برعکس اس کے نیکوکار، پرہیزگار، مصیبت و تکلیف اور دُکھ درد کی زندگی گزار رہے ہیں۔

ملحد بے ایمان۔ دین کے ساتھ ٹھٹھا اور مذاق کرنے والے، حرام و حلال سے بے پرواہ ہو کر عیش و خوشحالی کی زندگی میں طرح طرح کی بہار کرتے ہیں۔

اس کے برعکس دیندار، خدا پرست، عابد و زاہد۔ مُتقی

حرام و حلال کے پابند۔ یہاں تک کہ مشتبہ مال تک سے بھی پرہیز کرنے والے۔ رنج و تکلیف کی ایسی زندگی میں مبتلا ہیں۔ کہ دن رات کی ہر گھڑی اُن کے لئے ایک مصیبت بنی ہوئی ہے۔

بہر حال موجودہ زندگی کی یہ حالت اِس بات کا پتہ دیتی ہے کہ موجودہ زندگی دارالجزاء نہیں ہے۔ اس لئے ایک دوسری زندگی کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ہر انسان کو اس کے فکر و عمل کا پُورا پُورا نتیجہ اور بدلہ مل سکے۔

نیکی کا نتیجہ اچھا۔ اور بدی کا نتیجہ بُرا۔

اور یہی خداوند تعالےٰ کی صفت (عدالت) کا تقاضا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید میں جگہ جگہ رحمت کے ساتھ خدا کی صفتِ عدالت کا بھی بیان فرمایا گیا ہے۔

سُورۂ مائدہ میں ہے

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ

خوب جان رکھو کہ خدا تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ بخشنے والا بڑا مہربان بھی ہے۔

سُورۂ انعام میں ہے

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ

اے میرے حبیبؐ! اگر یہ لوگ اس واضح بیان اور تمام حجت کے بعد بھی تمہاری تکذیب ہی کریں تو آپ ان سے کہہ

دیجئے کہ تمہارا پروردگار بڑی وسیع رحمت والا ہے اور اس رحمت کا صدقہ ہے کہ تمہیں اس نے مہلت دے رکھی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ نافرمانوں کو سزا دینا بھی اس کا قانون ہے۔ اس لئے کہ اگر تم اس باغیانہ اور مجرمانہ زندگی سے باز نہ آئے تو ضرور اس کی سخت سزا پاؤ گے۔ اور مجرموں سے عذاب ہٹایا نہیں جاتا۔ سورۂ حجر میں ہے

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝
وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ

اے پیغمبرؐ! میرے بندہ کو بتادو۔ کہ میں بڑا بخشنے والا اور مہربان ہوں۔ اور اس طرح میری سزا بھی بڑی دردناک سزا ہے

سورۂ مومن کے شروع ہی میں فرمایا

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۝

وہ گناہ بخشنے والا ہے۔ اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور سرکش نافرمانوں کو بڑا سخت عذاب دینے والا ہے۔ وہ صاحب کرم ہے۔ اس کے سوا کوئی بندگی اور عبادت کے لائق نہیں۔ سب کو اسی کی طرف دوبارہ لوٹ کر واپس جانا ہے۔

سورۂ قٓ میں ہے

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝

کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو زمین میں فساد کرنے والوں کے برابر کردیں گے؟ کیا ہم پرہیزگاروں کے برابر کردیں گے۔ (ہمارے عدل وانصاف سے یہ نہیں ہو سکتا)

اسی کو سورۃ جاثیہ میں فرمایا

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

کیا جو لوگ بدکاریوں کے مرتکب رہتے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے۔ کہ ہم اُن کو اُن جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے۔ کہ اُن کا جینا اور مرنا، یکساں کردیں گے۔ یہ لوگ جو عوے کرتے ہیں بُرے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ تاکہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے۔ اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

سورۃ قلم میں ارشاد فرمایا

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝

کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں کی طرح سے اپنی نعمتوں سے محروم کردیں گے ؟ (یعنی ایسا ہرگز ہنیں ہوگا) ۔ تمہیں کیا ہو گیا ۔ تم یہ کیسی تجویزیں کرتے ہو ۔ یعنی تم اللہ کے بارے میں یہ کیسی ناانصافی کا تصوّر کرتے ہو ۔ تمہیں یہ کہاں سے پتہ چل گیا ۔ کہ وہ نیکوکاروں فرماں برداروں کو سرکشوں اور نافرمانوں کے برابر کا سلوک اور معاملہ کرے گا ۔

غرض قرآن مجید اس بات کا شاہد اور گواہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے ۔ اور اُن کو بخشنے والا ہے ۔ بڑے سے بڑا گنہ گار نافرمان بھی اس کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرے اور اس کی رحمت و مغفرت کا طالب بن کر آئے تو وہ رَبِّ رَحیم اُس کو معاف کرنے اور بخشنے کے لیے ہر وقت تیار ہے ۔ کوئی معافی چاہنے اور مانگنے والا بھی تو ہو ۔ وہ تو ذات پاک ہر گھڑی اور ہر وقت اپنے بندوں پر مہربان ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ صاحبِ عدالت بھی ہے وُہ سرکش اور نافرمانوں کو سزا بھی ضرور دے گا ۔ جو لوگ سرکشی اور نافرمانی سے باز نہ آئیں گے اور باوجود ذکر و نصیحت کے اپنی نافرمانی اور شرارت پر اڑے رہیں گے وہ ضرور مرنے کے بعد والی زندگی میں اپنی کرتوتوں کا مزہ بھگتیں گے ۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو اپنی مرضیات پر چلائے اور جیتے دم تک اپنی رضا میں راضی رکھے۔ اور اسی کی فرماں برداری کی حالت میں ہم اِس دُنیا سے جائیں کہ وہ ہم سے خوش ہو۔

آمین یا ربّ العالمین!

نظم

اِس قدر ہے دِل لُبھانے والا یہ دُنیا کا حال
غافلوں کا اس کے پھندے سے ہے بچ جانا محال
اچھے اچھوں کو بنا لیتی ہے اپنا مُبتلا
بن سنور کے سامنے آتی ہے جب یہ پیرِ زال
اس کے وعدے اس کے دلاسے اسکے سب قول و قرار
بے بقا ہیں سر بسر بادل کے سایے کی مثال
اِس کی میٹھی باتوں میں ہے تلخ کامی غدر کی
رکھتا ہے زہرِ ہلاہل کا اثر اس کا زلال
کل بٹھاتی تھی یہ آغوشِ محبت میں اپنی جنہیں
آج انہیں کرنے لگی ہے ٹھوکروں سے پائمال
مال و دولت کے خزانے کل تھے جن کو دے رکھے
آج اُن کے ہاتھوں میں لینے نہ دے گی اِک ریال
اِس سے اُمیدِ وفاداری بس رکھنی ہے فضول

اس کا شیوہ ہے سدا مکر و دغا بازی کی چال
اس کے محلوں کو دیکھو ہیں ہیں چھپے ویراں کھنڈر
اس کی سربراہی کا آخر نتیجہ ہے زوال
اپنے مشتاقوں سے جب آنکھیں بدلتی ہے تو پھر
اس کی ساری لغتیں بن جاتی ہیں خواب و خیال
عیش و عشرت چند روزہ اس پہ اترانا ہے فضول
جس کا نتیجہ ہوگا آخر حسرت رنج و ندامت ملال
آخرت کے حق میں اک آفت ہے دنیائے بیوفا
مال و دولت، فکر آخرت کے لئے ہے اک وبال
اس میں فخر و غرور و نخوت کی بلائیں ہیں چھپی
اس کا شوق انسان کو کردیتا ہے گمراہ و ضلال

اس لئے یوں فرمایا حضورؐ سرورِ عالم نے
قوم کے افلاس کا اتنا نہیں مجھ کو خیال
جس قدر ان کی امیری کا مجھے رہتا ہے خوف
جس سے یہ چلنے لگیں فخر و تکبر کی چال
جیسے پہلے زمانے میں بھی بعض قومیں مالدار
ہو چکی ہیں فخر اور تکبر کے ہاتھوں پائمال
نزدِ حق دنیا ہے اک مچھر کے پر سے بھی حقیر
اس لئے دی اس نے یہ کفار کی جھولی میں ڈال

اہلِ ایماں کے لئے ہے حِصّہ دارِ آخرت
جس میں ہوں گے غیرفانی نعمتوں سے وہ خوشحال
آخرت سے کرتی ہے غافل جو دُنیا کی طلب
قابلِ لعنت ہے وہ دنیا بھی اور اُس کا مال
مومنوں کو ایسی دنیا کی طلب لائق نہیں
فکرِ عقبےٰ سے جو غافل کر دے جس کا خنجال
غافل اس کی لذتوں میں عیش فانی کے لئے
ہاتھ سے کھو لیتا ہے عقبیٰ کی دَولت لازوال
ہاں اگر خوفِ خدا اور فکرِ عقبیٰ ساتھ ہو
پھر نہیں ہے کچھ بُرا وہ سیم و زر اور جاہ و مال
بلکہ دَولت میں مقدم ہو خیالِ دیں اگر
ایسی دولت تو جمالِ دین کا ہے اِک کمال
مال و دَولت ہے مُبارک جب نہ غفلت حق سے ہو
ورنہ ہے پھر صد مُبارک فقر و فاقہ کا کمال
سامنے دُنیا کے دیں کی دال اگر گلتی نہیں
ایسی دُنیا آخرت کی رو سیاہی ہے وبال

ہے دُعا یہ بارگاہِ حق میں عرشی کی سدا
دَولتِ عقبےٰ سے ہوں سب اہلِ ایماں مالامال

واقعاتِ الصّالحین

۱۔ بیان حضرتِ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ

ابو ربیع رحمہ کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دن حضرت داؤد طائی کے ٹھہر گیا۔ تو آپ کے سامنے کھانا آیا۔ جس میں صرف سوکھی روٹی کے چند ٹکڑے تھے۔ اس عرصہ میں مجھے پیاس لگی۔ تب پانی پینے کے لیے اٹھا۔ دیکھا کہ ایک مٹکے میں گرم پانی رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت اللہ تعالےٰ آپ پر رحم کرے۔ کاش اگر آپ کوئی اچھا سا مٹکا رکھتے جس میں پانی ٹھنڈا رہتا۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔

کہ بھائی اگر ہماری حالت یہ ہو کہ پانی ہمیشہ ٹھنڈا پئیں اور مزے کا کھانا کھائیں اور لباس ہمیشہ عمدہ اور نرم پہنیں۔ تو پھر تم یہ تو بتاؤ کہ ہم نے آخرت کے لئے کیا چھوڑا۔ گویا جنت کے مزے سارے دنیا ہی میں ختم کر لئے۔

اے مسلمانو!

یہی حالت ہمارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ کبھی کوئی خاص اہتمام کھانے پینے کا نہ تھا۔ حضور اکثر جو کی

روٹی کے ٹکڑے پانی کے سہارے حلق سے اتار لیا کرتے تھے۔ گاڑھا کمبل اور نمدہ آپ کا اکثر لباس تھا۔ دوستو! یہی اتباعِ سنت ہے۔ جس کو بزرگانِ دین کرتے تھے۔ مگر ہم گنہ گار نفس کے بندے اس سے محروم ہیں۔

ایک دفعہ حضرت داؤد طائی رحمہ کی خادمہ لونڈی نے عرض کیا۔ کہ آپ کے لئے چکنے گوشت کا سالن پکا کر لاؤں۔ فرمایا۔ ہاں میرا بھی جی چاہتا ہے۔ جاؤ خوب عمدہ گوشت پکا کر لاؤ لونڈی خوب عمدہ گوشت پکا کر لائی۔ اور جب وہ عمدہ گوشت پک کر آپ کے سامنے آیا۔ تو فرمایا۔ کہ ذرا دیکھنا کہ فلاں شخص کے یتیم بچے کہاں ہیں۔ لونڈی نے عرض کیا۔ کہ حضرت یہیں ہیں۔ فرمایا کہ جاؤ یہ گوشت ان کو لے جا کر کھلادو لونڈی نے عرض کیا۔ کہ حضرت آپ بھی تو کچھ کھالیں۔ جناب نے بہت مدت ہوئی گوشت کا سالن نہیں کھایا۔

حضرت داؤد طائی علیہ نے فرمایا کہ سُن اے بیوی! اگر اس کھانے کو میں کھا لیتا ہوں تو یہ کھانا کچھ دیر بعد کوڑے پر نجاست پر جا پڑ جائے گا۔ اور اگر اس کھانے کو یتیم کھائیں گے۔ تو ابھی یہ کھانا عرشِ الہٰی پر پہونچ جائے گا۔ تو اب تو ہی فیصلہ کر کہ اس کھانے کا کوڑے پر جانا بہتر ہے یا عرشِ معلّی پر پہنچنا بہتر ہے۔ سبحان اللہ کیا حق شناسی اور حق طلبی ہے۔

ایک دن آپ کی خادمہ نے عرض کیا کہ ہمیشہ سوکھی روٹی

پانی میں بھگو کر پی لیتے ہیں۔ کسی دن گرم روٹی بھی تو پکا کر بھی تو کھائیے۔

اس پر حضرت داؤد طائیؒ نے فرمایا

کہ اے بیوی روٹی چبانے اور پھر اس کے بعد پانی پینے میں قرآن مجید کی پچاس آیتوں کے پڑھنے کا حرج ہوتا ہے۔ پھر بھلا میں ایسا کس طرح کر سکتا ہوں کہ صرف تھوڑی دیر کے مزے کے لئے میں یاد الٰہی چھوڑ دوں اور دنیا کے فانی مزے کو پسند کروں۔

آپ کبھی ڈاڑھی میں کنگھا نہ کرتے تھے۔ کسی نے کہا۔ کہ حضرت آپ کنگھا کیوں نہیں کرتے۔ فرمانے لگے۔ کہ جتنی دیر میں ڈاڑھی کے سلجھانے میں صرف کروں گا۔ اتنی دیر اپنے دل کو سلجھانے کی تدبیر نہ کروں۔

آپ نے رات کے وقت سجدے میں انتقال فرمایا

تو جس رات آپ کی وفات ہوئی۔ ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ گویا آپ بھاگے جاتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ حضرت آپ بھاگے کیوں جاتے ہیں۔ فرمانے لگے ہیں۔ کہ آج قیدخانہ سے رہائی اور خلاصی ہوئی ہے۔ یعنی دنیا قیدخانہ تھا۔ اور سخت مصیبت کا گھر تھا۔ آج خداوند تعالےٰ نے اس جیلخانہ سے مجھے رہائی عطا فرمائی۔ اس لئے بھاگتا ہوں کہ کہیں پھر قید نہ کر دیا جاؤں۔ اتنے میں تھوڑی دیر کے بعد ہی آپ کی وفات کی خبر مشہور ہوئی۔

سُبحان اللہ اہلِ دُنیا کو یہ دُنیا ایسی پیاری اور عزیز ہو۔ اور اہل اللہ اُسے جیلخانہ سمجھیں۔ (درحقیقت اہلِ دُنیا اندھے ہیں اور اہلِ اللہ آنکھوں والے)

۲۔ بیان حضرتِ ابراہیم ابنِ ادھم رحمۃ

حضرتِ ابراہیم ابن ادھم ایک رات اپنی محل سرا میں پڑے سوتے تھے کہ یکایک آدھی رات کو مکان کی چھت پر آدمی کے چلنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ آپ نے پکارا کہ چھت پر اسوقت کون ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں آپ کا ایک دوست ہوں۔ آج شام کو جنگل میں میرا اُونٹ کھو گیا تھا۔ اِسے تلاش کرنے اور اپنے کھوئے ہوئے اُونٹ کو یہاں ڈھونڈنے آیا ہوں۔ اِس پر آپ نے فرمایا۔ کہ اُونٹ جنگل میں گم ہوا اور تم شاہی مکانوں کی چھت پر اُسے تلاش کرتے ہو۔ یہ کیا قرین عقل ہے؟

اُس نے جواب دیا۔ کہ جس طرح جنگل کا گم شدہ اُونٹ، بادشاہی مکان کی چھت پر تلاش کرنا عقل کے خلاف ہے۔ اِسی طرح بادشاہی محلوں میں رہ کر خدا کا تلاش کرنا بھی عقل کے خلاف ہے۔ یہ کہہ کر وہ ہاتف غیبی غائب ہو گیا۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ رحمۃ کے دِل میں عشق الہی کا گہرا تیر لگ گیا۔

جس کا پھر زخم کبھی نہ بھرا۔ اور آپ اسی دن تخت و تاج اہل و عیال کو چھوڑ کر صحرا کو نکل گئے۔ پھر دنیا کی بادشاہت چھوڑ کر جو مرتبہ پایا۔ وہ تمام جہان کو معلوم ہے

ایک دن سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پرانی گدڑی سی رہے تھے۔ کہیں اس طرف سے ایک امیر آدمی جو پہلے کبھی آپ کا ملازم تھا آنکلا۔ اور آپ کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ اور عرض کیا

"اے ابراہیمؒ تم بادشاہت چھوڑ کر فقیروں کی طرح گدڑی سیتے ہو۔ یہ تم نے اپنا کیا حال کر رکھا ہے۔" اس کے جواب میں ابراہیمؒ نے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ وہ سوئی جس سے گدڑی سی رہے تھے۔ فوراً دریا میں پھینک دی اور بلند آواز سے کہا۔ کہ میری سوئی لاؤ۔ ہزاروں مچھلیاں آپ کی آواز سنتے ہی اپنے منہ میں سنہری سوئیاں لے کر آئیں اور باہر گردن نکال کر کہا کہ حضرت سوئی لیجئے۔

پھر آپ نے اس امیر سے کہا۔ کہ اب تم ہی بتاؤ کہ یہ روحانی حقانی بادشاہت بہتر اور اچھی ہے یا وہ ذلیل اور فانی بادشاہت۔

مسلمانو! یہ دولت لازوال تارک الدنیا اللہ والوں کو ملتی ہے۔ اہل دنیا ہمیشہ مال و دولت کے غم میں کتے کی موت مر رہے ہیں۔ اور مر گئے۔

۳۔ بیان حضرت دانیال عَلَیہِ السّلام

حضرت دانیال علیہ السّلام ایک دِن جنگل میں چلے جا رہے تھے ۔ آپ کو ایک گنبد نظر آیا ۔ اور آواز آئی کہ اے دانیال اِدھر آؤ ۔ حضرت دانیال اس گنبد کے پاس آئے ۔ معلوم ہوا کہ کسی مقبرہ کا گنبد ہے ۔ جب آپ مقبرہ کے اندر تشریف لے گئے ۔ اندر جا کر دیکھا کہ بڑی عمدہ عمارت ہے ۔ عمارت کے بیچ میں ایک عالی شان تخت بچھا ہوا ہے ۔ اور اُس پر ایک بڑی لاش پڑی ہے ۔ پھر آواز آئی ۔ اے دانیال تخت کے اُوپر آؤ ۔ حضرتِ دانیال اُوپر تشریف لے گئے تو ایک لمبی چوڑی تلوار مُردہ کے پہلو میں رکھی ہوئی ہے ۔ جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ۔

کہ مَیں قومِ عاد سے ایک بادشاہ ہُوں ۔ خدا تعالیٰ نے تیرہ سَو ۱۳۰۰ برس کی عمر مجھے عطا فرمائی ۔ بارہ ہزار میں نے شادیاں کیں ۔ آٹھ ہزار بیٹے ہوئے ۔ بے شمار خزانے مجھے عطا کئے اِس قدر نعمتیں لے کر بھی میرے نفس نے خدا کا شکر ادا نہ کیا ۔ بلکہ اُلٹا کفر کرنا شروع کیا ۔ اور خدائی دعویٰ کرنے لگا ۔ خدا نے ایک پیغمبر کو میری ہدایت کے لئے بھیجا ۔ ہرچند انہوں نے مجھے سمجھایا ۔ مگر مَیں نے اُن کی کوئی بات نہ سُنی ۔

انجام کار وہ پیغمبر مجھے بد دعا دے کر چلے گئے حق تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے ملک پر قحط نازل کیا۔ جب میرے ملک میں کچھ پیدا نہ ہوا۔ تب میں نے دوسرے ملکوں میں یہ حکم بھیجا کہ ہر قسم کا غلہ اور میوہ میرے ملک میں بھیجا جائے میرے حکم سے ہر قسم کے میوے اور میرے ملک میں آنے لگا۔ جس وقت وہ میوہ یا غلہ میرے شہر کی سرحد میں داخل ہوتا تو فوراً مٹی بن جاتا۔ اور وہ ساری محنت بے کار ہو کر رہ جاتی۔ اور کوئی دانہ مجھ کو نصیب نہ ہوتا۔ اسی طرح سات دن گزر گئے۔ میرے قلعہ سے سارے نوکر چاکر امیر وزیر بیویاں بچے سب بھاگ گئے اور میں قلعہ میں تنہا رہ گیا۔ سوائے فاقہ کے میری کوئی اور غذا نہ تھی۔

ایک دن میں نہایت مجبور ہو کر فاقہ کی تکلیف میں قلعہ کے دروازے پر آیا۔ وہاں مجھے ایک شخص نظر آیا۔ جس کے ہاتھ میں کچھ غلہ کے دانے تھے۔ جن کو وہ کھاتا ہوا چلا جاتا تھا۔ میں نے اس جانے والے سے کہا کہ کہ ایک بڑا برتن بھرا ہوا موتیوں کا لے لے اور یہ دانے اناج کے مجھے دے دے۔ مگر اس نے کچھ نہ سنا۔ اور جلدی سے ان دانوں کو کھا کر میرے سامنے سے چلا گیا۔

آخر کار میں اس فاقہ کی تکلیف سے مر گیا۔ یہ میری سرگزشت ہے۔ جو شخص میرا حال سنے وہ کبھی دنیا کے قریب نہ آئے۔

مسلمانو!

غور کا مقام ہے۔ کہ تیرہ سو ۱۳۰۰ سال کی عمر، تیرہ سو ۱۳۰۰ برس کی بادشاہت۔ بارہ ہزار بیویاں۔ آٹھ ہزار بیٹے۔ بے شمار خزانے اس کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ پھر اور کوئی شخص اس کے سامنے کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جو اس دُنیا میں دِل لگا کر بیٹھے اور موت سے غافل رہے۔

دوستو! دُنیا کے دھوکے میں آکر خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ موت کسی کو نہ چھوڑے گی۔

(تفسیر رُوح البیان)

---

۴۸ خلیفہ ہارون رشید کے بیٹے کا واقعہ

خلیفہ ہارون رشید کا ایک بیٹا تھا۔ جس کی عُمر تقریباً سولہ ۱۶ سال کی تھی۔ وہ بہت کثرت سے عابدوں، زاہدوں اور بزرگوں کی صحبت میں رہا کرتا تھا۔ اور اکثر قبرستان چلا جاتا تھا۔ وہاں جا کر کہتا۔ اَے مرنے والو! تم لوگ ہم سے پہلے دنیا میں تھے۔ دُنیا کے مالک تھے۔ لیکن اس دنیا نے تمہیں نجات نہ دی۔ یہاں تک کہ تم سب کچھ چھوڑ کر قبروں میں چلے آئے۔ کاش مجھے کسی طرح خبر ہوتی کہ تم پر کیا گذری۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے جا کر تم نے کیا کہا۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے تم پر

کیا کیا سوال و جواب ہوئے۔ اکثر وہ یہ شعر پڑھتا۔ جن
کا ترجمہ یہ ہے۔ "مجھے جنازے ہر دن ڈراتے ہیں۔ اور
مرنے والوں پر رونے والیوں کی آوازیں غمگین رکھتی
ہیں۔

ایک دن وہ صاحبزادہ اپنے باپ خلیفہ ہارون
رشید کے دربار میں تشریف لائے۔ جبکہ دربار بہت
سجا ہوا تھا۔ امیر، وزیر ارکانِ سلطنت سبھی حاضر
تھے۔ لڑکے کے بدن پر ایک معمولی کُرتہ اور سر پر
ایک لُنگی بندھی ہوئی تھی۔ اراکین سلطنت آپس
میں کہنے لگے۔ کہ اس پاگل لڑکے کی حرکتوں نے امیر المومنین
کو بھی دوسرے بادشاہوں کی نظروں میں ذلیل کر دیا۔
اگر امیر المومنین اس لڑکے کو کچھ تنبیہہ کرتے تو شاید یہ
اس حالت سے باز آجائے۔
امیر المومنین نے یہ بات سُن کر اس سے یہ کہا۔ کہ بیٹا!
تو نے مجھ کو لوگوں کی نگاہ میں ذلیل و رُسوا کر دیا۔
اس نے یہ بات سُن کر باپ کو تو کوئی جواب نہ دیا
ادھر اُدھر نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو اس کو محل کے کنگرہ پر
ایک جانور بیٹھا نظر آیا۔ تو اس نے اس جانور سے کہا
کہ تجھے اس ذات پاک کا واسطہ دیتا ہوں جس نے تجھے
پیدا کیا۔ کہ تو میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ جا۔ وہ پرندہ وہاں
سے اُڑ کر اس کے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ پھر کہا۔ کہ اب

اپنی جگہ پر چلا جا۔ وہ ہاتھ پر سے اُڑ کر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ پھر دوبارہ صاحبزادہ نے کہا۔ کہ اے پرندے تجھے خدا کی قسم ذرا امیرالمومنین کے ہاتھ پر بھی آکر بیٹھ جاؤ۔ مگر وہ جانور پھر نہ آیا۔ اور وہیں بیٹھا رہا۔

اس کے بعد اس نے کہا۔ کہ اے ابا جان! اصل میں جو آپ دُنیا سے محبت کرتے ہیں۔ اُس نے مجھے اولیاء کی جماعت میں رُسوا کر دیا۔ یعنی تو اپنی دنیا کی محبت کی وجہ سے درجہ صلحا لوگوں سے گر گیا۔ کہ جانور بھی تجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ پس مجھ کو آپ سے اس قدر شرم آتی ہے جس قدر کسی مسلمان کو کافر باپ سے۔ اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ آپ سے جدائی اختیار کروں اور کہیں چلا جاؤں۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا۔ اور کوئی چیز ہارون رشید سے نہ لی۔ مگر صرف ایک قرآن مجید اپنے ساتھ لیا۔ چلتے وقت ماں نے اُسے ایک بہت قیمتی انگوٹھی دے دی تاکہ کسی ضرورت کے وقت اس کو فروخت کر کے کام میں لائے۔

وُہ بغداد سے چل کر بصرہ پہنچ گئے۔ بصرہ پہنچ کر اُنہوں نے مزدوروں کے ساتھ اینٹ پتھر اور گارے کا کام شروع کیا۔ اور اسی ایکدن کی مزدوری پر آٹھ دن کا گزارہ کیا کرتے۔ اور ایک دن کی مزدوری تقریباً چار آنے ملتے تھے۔

اور دو دو پیسے میں ہر روز کا گذارہ کرتے تھے۔
ابوعامر بصری کہتے ہیں کہ میری ایک دیوار گر گئی تھی۔ اُس کے بنوانے کے لئے میں کسی معمار کی تلاش میں نکلا۔ کسی نے بتایا۔ کہ یہ شخص بھی تعمیر کا کام کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت حسین و جمیل لڑکا بیٹھا ہے۔ اور قرآن مجید دیکھ کر پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس سے پُوچھا۔ کہ اے لڑکے مزدوری کروگے؟ کہنے لگے۔ کیوں نہیں کریں گے۔ مزدوری کے لئے تو پیدا ہی ہُوئے ہیں۔ آپ فرمائیں کہ مجھ سے کیا خدمت لینی ہے۔ مَیں نے کہا کہ میری ایک دیوار گر گئی ہے۔ آپ اُسے بنا دیں۔ فرمایا۔ بہت اچھا۔ بہت بہتر۔ مگر میری دو شرطیں ہیں۔ کہ ایک تو نماز کے وقت نماز پڑھوں گا دوسرے چار آنے مزدوری لوں گا۔ اس سے کم نہ لوں گا اور نہ زیادہ لُوں گا۔
ابوعامر نے دونوں شرطیں منظور کرلیں۔ اور اُنہیں اپنے ساتھ گھر لے آئے۔ اور کام بتا کر چلے گئے۔ شام کو جب گھر آئے تو دیکھا کہ ایک شخص نے دس آدمیوں کے برابر کام کیا ہے۔ مَیں نے اس کو بجائے ایک درہم کے دو درہم دینے چاہے۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ زیادہ لے کر مَیں کیا کروں گا۔ سچ ہے کہ اگر زیادہ کی ہوس ہوتی تو اپنے باپ ہارون رشید

کی بادشاہی چھوڑ کر کیوں آتے۔ مزدوری لے کر وہ اپنے گھر چلے گئے۔

ابو عامر دوسرے دن پھر اُن کی تلاش میں گئے۔ مگر وہ کہیں نہ مل سکے۔ میں نے پوچھا کہ ایسی ایسی صورت کا ایک لڑکا مزدوری کیا کرتا ہے۔ کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ملے گا۔ لوگوں نے بتایا۔ کہ وہ تو ہفتہ بھر میں صرف ایک ہی دن کام کرتا ہے۔ اور باقی دنوں میں کچھ کام نہیں کرتا۔ مجھے اس کے کام کو دیکھ کر ایسی رغبت اور حیرت ہوئی۔ کہ میں نے آٹھ دن تک اپنا تعمیر کا کام بند رکھا۔ اور ہفتہ کے دن اس کی تلاش میں پھر نکلا۔ وہ اسی طرح بیٹھا قرآن شریف پڑھتا ہوا ملا۔ میں نے جا کر سلام کیا۔ اور مزدوری کرنے کو پوچھا۔ اس نے پہلے کی طرح سے وہی دو شرطیں لگائیں۔ میں نے منظور کر لیں اور اُن کو مکان پر لے آیا اور کام پر لگا دیا۔

ابو عامر کہتے ہیں کہ مجھے اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ اس نے پچھلے ہفتے میں اکیلے نے دس آدمیوں کے برابر کام کس طرح سے کر لیا۔ اس لئے اس مرتبہ میں نے اس طرح چھپ کر (کہ وہ مجھے نہ دیکھے) دیکھنا شروع کیا۔

اس کے کام کرنے کا طریقہ دیکھا تو یہ منظر دیکھنے میں آیا کہ وہ ہاتھ میں گارا لے کر دیوار پر ڈالتا ہے اور پھر پتھروں کو ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے۔ تو پتھر خود بخود اُٹھ کر دیوار پر ایک

دوسرے سے جڑتے چلے جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی ضرور اللہ کے ولی ہیں۔ اور اللہ کے اولیاء کی غیب سے مدد ہوا کرتی ہے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اس کو تین درہم دینا چاہے۔ انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ کہ میں اتنے درہم لے کر کیا کروں گا۔ اور ایک درہم لے کر چلے گئے۔

میں نے ایک ہفتہ بھر پھر انتظار کیا۔ اور پھر تیسرے ہفتے کو میں ان کی تلاش میں نکلا۔ بہت تلاش کرنے کے بعد بھی وہ مجھے کہیں نہ ملے۔ میں نے وہاں پر بیٹھنے والوں سے دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بزرگ آج تین روز سے سخت بیمار ہیں۔ اور فلاں ویران جنگل میں پڑے ہیں میں نے ایک شخص کو اجرت دے کر اس بات پر راضی کیا کہ وہ مجھ کو اس جنگل میں پہنچا دے۔ وہ شخص مجھے لیکر اس ویران جنگل میں پہونچا۔ میں نے دیکھا کہ ایک ٹوٹا سا مکان بغیر دروازہ کے ہے۔ وہاں وہ بے ہوش پڑے ہیں۔ آدھی کچی اینٹ کا ٹکڑا سر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ موت کی بیہوشی ان پر طاری ہے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ اس نے جواب نہ دیا۔ میں نے دوسری مرتبہ سلام کیا تو اس نے آنکھ کھولی اور مجھے پہچان لیا۔ میں نے جلدی سے ان کا سر اینٹ سے اٹھا کر اپنی گودی میں رکھ لیا۔ انہوں نے اپنا سر ہٹا لیا اور کہا کہ میرا سر اسی طرح اینٹ پر رکھ دو اور یہ شعر پڑھے

یَا صَاحِبِی لَا تَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمٍ　　فَالْعُمْرُ یَنْفَدُ وَالنَّعِیْمُ یَزُوْلُ
وَاِذَا حَمَلْتَ اِلَی الْقُبُوْرِ جَنَازَۃً　　فَاعْلَمْ بِاَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُوْلُ

یعنی اے میرے دوست! دنیا کی لذتوں کے دھوکے میں نہ پڑ۔ عمر ختم ہوتی جا رہی ہے۔ اور یہ نعمتیں سب ختم ہو جائیں گی۔ جب تو کوئی جنازہ لے کر قبرستان میں جائے تو تو یہ سوچتا رہا کر کہ تیرا بھی ایک دن اسی طرح سے جنازہ اُٹھایا جائے گا۔ اور تو مُردہ ہو گا۔

اس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا۔ کہ اے ابوعامر جب میری رُوح نکل جائے تو مجھے نہلا کر مجھے اپنی کپڑوں میں کفنا کر دفن کر دینا۔ مَیں نے عرض کیا کہ میرے محبوب اس میں کیا ہرج ہے۔ کہ مَیں آپ کو نئے کپڑوں میں کفن دوں۔ فرمایا کہ نہیں۔ میّت کو نئے کپڑوں کی کیا ضرورت ہے۔ نئے کپڑوں کے لئے تو زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں۔ کیونکہ اگر کپڑا نیا بھی ہو گا۔ تو آخر وہاں گل سڑ جائیگا۔ وہاں تو صرف نیک عمل باقی رہیں گے۔ (یہ جواب حضرتِ ابوبکر صدیق رضؓ کا جواب ہے۔ انہوں نے بھی اپنے وصال کے وقت یہی فرمائش کی تھی کہ میری اپنی پرانی چادروں میں کفن دے دینا۔ اور جب اُن سے نئے کپڑوں کی اجازت چاہی گئی تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا تھا۔)

مسلمانو! کیا مبارک نصیحت ہے۔

اس شہزادہ کی جو بادشاہت چھوڑ کر ویرانہ جنگل کی زمین پر

اپنی پیاری جان دے رہا ہے۔ اور بلند آواز دے کر کہہ رہا ہے کہ لوگو!

کفن کے بنانے کو چھوڑ کر اپنے اعمال کو پاک بناؤ۔ اور اپنے عملوں کی درستی کرو۔ کیونکہ کفن خواہ کتنا قیمتی ہو آخر گل سڑ کر فنا ہو جائے گا۔ لیکن اگر عمل ذرہ کے برابر بھی ہو گا تو بھی وہ باقی رہے گا۔

ہائے کفن کے پُر تکلف رکھنے والو۔ دُنیا کی زینت پر مرمٹنے والو۔ امیرو۔ زردارو! کب سُنو گے اور کونسا وقت تمہاری نصیحت کو آئے گا۔ کب غفلت کی پٹی اپنی آنکھوں سے اُتارو گے اور کون سے پاک مُنہ سے سُن کر تم مانو گے خدا را اب تو سمجھ جاؤ۔ بہت ہو چکی۔

خدا تمہیں ہدایت دے۔

غرض لڑکے نے کہا۔ کہ یہ میری لونگی اور لوٹا قبر کھودنے والے کو مزدوری میں دے دینا۔ اور یہ انگوٹھی اور قرآن مجید ہارون رشید کو پہونچا دینا۔ اور اس کا خاص خیال رکھنا۔ کہ خود انہیں کے ہاتھ دینا اور ان کو یہ کہہ دینا کہ ایک پردیسی لڑکے کی یہ میرے پاس امانت ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ گیا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسی دھوکے اور غفلت کی حالت میں آپ کی موت آ جائے۔ یہ کہہ کر اُن کا اِنتقال ہو گیا۔ اس وقت مجھے معلوم ہُوا کہ یہ لڑکا شہزادہ تھا۔ اس کے اِنتقال کے بعد میں نے ان کی وصیت

کے مطابق اُن کو کفن دے کر دفنا دیا۔ اور دونوں چیزیں قبر کھودنے والے کو دے دیں۔ اور پھر قرآن مجید اور انگوٹھی لے کر بغداد پہنچا۔ جب میں قصر شاہی کے قریب پہونچا تو بادشاہ سلامت کی سواری نکل رہی تھی۔ میں ایک اُونچی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ پہلے ایک بہت بڑا لشکر نکلا۔ جس میں تقریباً ایک ہزار گھوڑے تھے۔ اس کے بعد اسی طرح کے دس لشکر نکلے۔ ہر ایک میں تقریباً ایک ہزار سوار تھے۔ دسویں لشکر میں خود امیر المومنین بھی تھے۔ میں نے زور سے آواز دے کر عرض کیا۔ اے خلیفہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت و رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں کہ ذرا ٹھہر جایئے اور یہ عرض کرتا ہوں۔

میری آواز سُن کر خلیفہ نے سواری روکنے کا حکم دیا۔ تو میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا۔ کہ میرے پاس ایک پردیسی لڑکے کی یہ امانت ہے۔ جس نے مجھے یہ وصیت کی تھی۔ کہ یہ دونوں چیزیں آپ تک پہونچا دینا۔ بادشاہ نے ان کو دیکھ کر پہچان لیا اور تھوڑی دیر سر جھکایا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور ایک دربان سے کہا۔ کہ اس کو اپنے ساتھ رکھو۔ جب ہم واپسی پر بلائیں تو ہمارے پاس ان کو پہنچا دینا۔ جب وہ باہر سے واپسی پر مکان پر پہونچے تو محل کے پردے گروا کر دربان سے فرمایا۔ کہ اُس شخص کو بلا کر لاؤ۔ دربان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ

آپ کو امیرالمومنین نے بُلایا ہے۔ اور اس کا خیال رکھنا کہ امیرالمومنین پر صدمے کا بہت بڑا اثر ہے۔ لہٰذا اگر تم اُن سے دس باتیں کرنا چاہتے ہو تو پانچ کرنا۔ یہ کہہ کر وہ مجھے خلیفہ امیرالمومنین کے پاس لے گیا۔ اس وقت خلیفہ صاحب بالکل اکیلے ہی بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آ جاؤ۔ میں ان کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔

فرمانے لگے تم میرے اس بیٹے کو جانتے ہو۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ میں اُن کو جانتا ہوں۔ کہنے لگے وہ کیا کام کرتا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ گارے مٹی کا کام کرتا تھا۔ پھر کہنے لگے تم نے بھی اُس سے مزدوری پر کوئی کام کروایا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں کرایا ہے کہنے لگے۔ تمہیں اس کا خیال نہ آیا کہ اس کی حضور نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب کی قرابت تھی۔ کہ یہ حضرات حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کی اولاد ہیں۔ میں نے کہا۔ اے امیرالمومنین پہلے میں اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ سے عذر خواہ ہوں مجھے اس وقت اس کا علم ہی نہ تھا۔ کہ یہ کون ہیں۔ مجھے ان کے انتقال کے وقت اُن کا حال معلوم ہُوا۔

کہنے لگے۔ تم نے اپنے ہاتھ سے اُس کو غسل دیا۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ کہنے لگے کہ اپنا ہاتھ لاؤ۔ میرا ہاتھ لے کر انہوں نے اپنے سینہ پر رکھا اور چند شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ

یہ ہے ۔۔۔ تو اے وہ مسافر جس پر میرا دل پگھل رہا ہے۔ اور میری آنکھیں اس پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اے وہ شخص جس کا مکان (قبر) دُور ہے۔ لیکن اُس کا غم میرے دل کے قریب ہے۔ بے شک موت ہر اچھے سے اچھے عیش و عشرت کو نامدار کر دیتی ہے۔ وُہ مسافر ایک چاند کا ٹکڑہ تھا۔ (یعنی اُس کا چہرہ) جو خالص چاندی کی ٹہنی پر تھا۔ (یعنی اُس کے بدن پر) پس چاند کا ٹکڑا بھی قبر میں پہونچ گیا اور چاندی کی ٹہنی بھی قبر میں پہونچ گئی۔

اُس کے بعد خلیفہ نے حکم دیا کہ سامانِ سفر دُرست کیا جائے اور دوسرے دن ابو عامر کو ساتھ لیکر بصرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور اپنے فرزند کی قبر پر پہونچا قبر کو دیکھ کر بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ ہوش میں آیا تو چند شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے وُہ مسافر! جو اپنے سفر سے کبھی بھی نہ لوٹے گا۔ موت نے کم سِنی کے زمانے میں اِس کو جلدی سے اُچک لیا۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ تو میرے دل کی اُنس اور چین تھا۔ لمبی راتوں میں بھی اور چھوٹی راتوں میں بھی۔ تُو نے موت کا وُہ پیالہ پیا ہے جس کو عنقریب تیرا بوڑھا باپ اپنے بڑھاپے کی حالت میں پئے گا۔ بلکہ دُنیا کا ہر آدمی اس کو پئے گا چاہے وہ جنگل کا رہنے والا ہو۔ خواہ وہ شہر کا رہنے والا ہو۔ پس سب تعریفیں اُسی وحدہٗ لاشریک کے لئے ہیں۔ جس کی

لکھی ہوئی تقدیر کے کرشمے ہیں۔ غرض ہارون رشید بہت کچھ رو دھو کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوا بغداد کو واپس روانہ ہوا۔

ابو عامر کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد جو رات آئی تو میں اپنے وظائف پورے کر کے لیٹا ہی تھا۔ کہ میں نے خواب میں ایک نور کا قبہ دیکھا۔ جس کے اوپر ابر کی طرح سے نور ہی نور پھیل رہا ہے۔ اس نور کے ابر میں سے اس لڑکے نے آواز دے کر مجھے کہا۔ ابو عامر!

اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ تم نے میری تجہیز و تکفین کی اور میری وصیت پوری کی۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ میاں تمہارا کیا حال۔ آپ پر وفات کے بعد کیا گذری ہے کہنے لگے۔ کہ میں ایسے مالک کی طرف پہنچایا گیا ہوں۔ جو بہت ہی کریم ہے اور مجھ سے بہت راضی ہے مجھے اس مالک نے وہ چیزیں عطا کیں۔ جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کان نے سنیں۔ نہ کبھی آدمی کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ اس کے بعد لڑکے نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا ہے۔ کہ جو بھی دنیا سے اس طرح نکل آئے جیسے کہ میں نکل آیا ہوں۔ اس کے لئے یہ اعزاز و اکرام ہیں جو میرے لئے ہوئے۔ ابو عامر یہ خواب دیکھ کر خوشی سے جاگ اٹھے۔ سبحان اللہ

تارک الدنیا طالب المولیٰ۔ اگرن کے کیا عالی مرتبے

ہوتے ہیں۔

مسلمانو! ہم پر فرض ہے کہ اپنے ایسے بزرگوں کی پیروی کریں
ہارون رشید کی یہ بات مشہور ہے۔ کہ وہ نصیحت
کے سننے پر بہت کثرت سے رویا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ
وہ حج کو جا رہے تھے۔ تو سعدون مجنوں راستہ میں سامنے
آگئے۔ اور چند شعر پڑھے۔ جن کا مطلب یہ تھا۔ کہ
اے خلیفہ خوب جان لو اور مان لو کہ مانا تم ساری دنیا
کے بادشاہ بن گئے۔ لیکن کیا آخر موت نہ آئے گی۔
لہذا تم دنیا کو اپنے دشمنوں کے لئے چھوڑ دو۔ جو دنیا آج
تمہیں خوب ہنسا رہی ہے۔ یہ کل تمہیں خوب رلائے گی۔
یہ سن کر بادشاہ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر گئے
اور اتنی دیر تک بے ہوش رہے۔ کہ ان کی تین نمازیں قضا
ہو گئیں۔ غرض نصیحت کی باتوں پر بہت روئے

خلیفہ ہارون رشید کا شمار بہت نیک دل بادشاہوں میں
ہوتا ہے۔ اُن کے دینی کارنامے تاریخ کی کتابوں میں بھرے
پڑے ہیں۔ بادشاہت کے زمانے میں وہ روزانہ سو رکعت
نفل فرض نمازوں کے علاوہ پڑھا کرتے تھے۔ اور اُن کا یہ
معمول مرتے دم تک رہا۔ اور اپنے ذاتی مال سے ایک ہزار
درہم روزانہ صدقہ خیرات کیا کرتے تھے۔ ایک سال حج کیا کرتے
تھے۔ اور ایک سال جہاد میں شرکت کرتے تھے۔ جس سال وہ
حج کو جاتے تھے تو اپنے ساتھ سو علماء کو مع ان کے بیٹوں

کے حج کو لے کر جاتے تھے۔ اور جس سال خود حج کو نہ جاتے تو تین سو آدمیوں کو اُن کے پورے خرچ اور سامان، وغیرہ کے ساتھ حج کو بھیجا کرتے۔ جن کو خرچ بھی فراخی کے ساتھ دیا جاتا۔ اور لباس بھی بہت عمدہ دیا جاتا۔ اور ویسے بھی اُن کے ہاں عطایا کی بہت کثرت رہتی تھی۔ سوال کرنے والوں کے لئے بھی اور بغیر سوال کے بھی۔ "ابتداءً" بھی علماء کا اُن کی مجلس میں بہت اعزاز و اکرام تھا اور اُن سے بہت محبت کرتے تھے۔

ابُو معاویہ ضریر مشہور محدث نابینا نے ایک مرتبہ اُن کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور کھانے کے بعد خود ہارون رشید نے اُن کے ہاتھ دُھلائے۔ اور یہ کہا۔ کہ علم کے اعزاز میں میں نے تمہارے ہاتھ دُھلائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو بھی اُن کے اس طرزِ عمل پر عمل کرنے کی اور علم و علمائے اکرام کی عزت و قدر کرنے کی توفیق بخشے (آمین۔ ثم آمین)

ایک دفعہ ہارون رشید حج کو جا رہے تھے۔ راستہ میں شہر کوفہ میں چند روز قیام کیا۔ جب وہاں سے روانگی کا وقت ہوا۔ تو لوگ بادشاہ کی سواری کی سیر کے شوق میں شہر سے باہر بہت سے جمع ہو گئے۔ وہاں کہیں سے بہلول مجنوں بھی آ گئے۔ راستہ میں ایک کوڑی بیٹھ گئے۔ بچے اُن کو بہت ستاتے۔ مٹی کے ڈھیلے مارتے۔ مذاق کرتے

اُور ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے۔ جب بادشاہ کی سواری
قریب آئی تو بچے سب اِدھر اُدھر ہو گئے۔ اُنہوں نے
ہارون رشید کو کچھ نصیحتیں کیں۔ جن میں سے ایک یہ
بھی ہے کہ بہلول نے ان کے سامنے دو شعر پڑھے۔
جن کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ "مان لے، تسلیم کر لے۔ کہ اے
خلیفہ بے شک تو ساری دُنیا کا بادشاہ بن گیا۔ اور ساری
دُنیا کی مخلوق تیری مطیع ہو گئی۔ پھر کیا ہوا۔ کل تو بہرحال
تیرا ٹھکانا قبر کا گڑھا ہے۔ ایک ادھر سے مٹی ڈال رہا
ہو گا۔ اور ایک اُدھر سے مٹی ڈالتا ہو گا۔" اس نصیحت
کے سننے پر ہارون رشید بھر بہت روئے۔ اور کہنے لگے
کہ اے بہلول۔ تم نے بہت اچھی بات کہی۔ کچھ اور کہو
بہلول نے پھر کہا۔ "اے امیر المومنین! جس شخص
کو اللہ تعالیٰ مال اور جمال عطا کرے۔ اور وہ اپنے
مال کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرے۔ اور اپنے حسن و
جمال کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے
ہاں نیک لوگوں میں لکھا جاتا ہے۔ ہارون رشید نے
کہا۔ تم نے بہت اچھی بات کہی۔ اس کا صلہ (انعام) ملنا
چاہیئے۔ بہلول نے کہا۔ کہ انعام کا روپیہ ان لوگوں کو
واپس کر جن سے ٹیکس وغیرہ کے طور پر لے رکھا ہے۔
مجھے تیرے انعام کی ضرورت نہیں۔
حضرت بہلول فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک مرتبہ بصرہ کی

سڑک پر جا رہا تھا۔ راستہ میں چند لڑکے اخروٹ اور
بادام سے کھیل رہے تھے۔ اور ایک لڑکا ان کے قریب
کھڑا رو رہا تھا۔ مجھے یہ خیال ہوا۔ کہ شاید اس لڑکے کے
پاس اخروٹ اور بادام نہیں ہیں اس وجہ سے رو رہا ہے۔
میں نے اس سے کہا۔ کہ بیٹا میں تجھے اخروٹ اور بادام
لے دوں گا۔ تو تو بھی پھر اُن سے کھیلنا۔" اُس نے میری
طرف آنکھ اُٹھا کر کہا۔ " ارے بے وقوف کیا ہم کھیلنے کے لئے
پیدا ہوئے ہیں۔" میں نے پوچھا تو پھر کس کام کے واسطے پیدا
ہوئے ہیں؟" وہ کہنے لگا۔" کہ علم حاصل کرنے کے واسطے
اور عبادت کرنے کے واسطے۔" میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ
تیری عمر میں برکت دے۔ تو نے یہ بات کہاں سے معلوم کی۔ کہنے لگا
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا۔
(سورۂ مومنوں)۔ ترجمہ: کیا تمہارا یہ گمان ہے۔ کہ ہم نے تم کو
یونہی بیکار پیدا کیا ہے۔ کیا تم ہمارے پاس واپس نہیں لوٹائے
جاؤ گے۔ میں نے کہا بیٹا تو تو بڑا حکیم معلوم ہوتا ہے۔ مجھے کچھ
نصیحت کر۔ اُس نے چار شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:۔ کہ
میں دیکھ رہا ہوں کہ دُنیا ہر وقت چل چلاؤ میں ہے۔ آج یہ
گیا اور کل وہ گیا ہر وقت چلنے کے لئے دامن اُٹھائے قدم اور
پنڈلی پر دوڑنے کے لئے تیار رہتی ہے۔ پس نہ تو دُنیا کسی زندہ

کے لئے باقی رہتی ہے۔ نہ کوئی زندہ دنیا کے لئے باقی رہتا ہے
ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے موت اور حوادث دو گھوڑے ہیں۔
جو تیزی سے آدمی کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں۔ پس!...
او بیوقوف۔ جو دُنیا کے ساتھ دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔
ذرا غور کر اور دنیا سے اپنے لئے کوئی آخرت میں کام آنے والی
اعتماد کی چیز لے لے۔" یہ شعر پڑھ کر اُس لڑکے نے آسمان
کی طرف منہ کیا۔ اور دونوں ہاتھ اُٹھائے اور آنسوؤں کی
لڑی اُس کے رخساروں پر جاری تھی۔ اور دو شعر پڑھے۔ جن کا
ترجمہ یہ ہے۔" اے وہ پاک ذات جس کی طرف عاجزی کی جاتی
ہے۔ اور اُسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اے وُہ پاک ذات کہ جب
کوئی اُس سے اُمید باندھ لے تو وہ کبھی نامراد نہیں ہو سکتا۔ اُس
کی اُمید ضرور پوری ہوتی ہے:

یہ شعر پڑھ کر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے جلدی سے
اس کا سر اُٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور اپنے کپڑے سے جو
اِس کے منہ پر مٹی لگ گئی تھی۔ صاف کرنے لگا۔ جب اُس کو
ہوش آیا۔ تو میں نے کہا۔ بیٹا ابھی سے تمہیں اتنا خوف کیوں ہو
گیا۔ ابھی تو تم بالکل بچے ہی ہو۔ ابھی تو تمہارے نامۂ اعمال میں
کوئی گناہ بھی نہ لکھا جائے گا۔ کہنے لگا بہلول ہٹ جاؤ۔ میں
نے اپنی والدہ کو دیکھا ہے کہ جب وہ آگ جلانا شروع کرتی ہے

تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں چولھے میں رکھتی ہے۔ اس کے بعد بڑی لکڑیاں رکھتی ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں جہنم کی آگ میں چھوٹی لکڑیوں کی جگہ نہ رکھ دیا جاؤں۔ میں نے کہا۔ صاحبزادے تم تو بڑے ہی حکیم معلوم دیتے ہو۔ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کرو۔ اس پر اس نے چودہ شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

"میں غفلت ہی میں پڑا رہا۔ اور موت کو ہانکنے والا میرے پیچھے پیچھے موت کو ہانکے چلا آرہا ہے۔ لہٰذا اگر میں آج نہ گیا تو کل ضرور چلا جاؤں گا۔ میں نے اپنے بدن کو اچھے اچھے اور نرم نرم لباس سے آراستہ کیا۔ خوب سجایا اور بناؤ سنگار کرتا رہا۔ حالانکہ میرے بدن کے لئے (قبر میں جاکر) گلنے اور سڑنے کے سوائے چارہ کار نہیں۔ وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے۔ جبکہ میں قبر میں بوسیدہ پڑا ہوا ہوں گا۔ گل سڑ گیا ہوں گا۔ میرے اوپر مٹی کا ڈھیر ہوگا۔ اور نیچے قبر کا گڑھا ہوگا۔ اور میرا یہ حسن و جمال سارے کا سارا جاتا رہے گا۔ اور بالکل مٹ جائے گا۔ حالانکہ میری ہڈیوں پر نہ گوشت رہے گا اور نہ کھال رہے گی۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں۔ کہ عمر ختم ہوتی جارہی ہے اور آرزوئیں ہیں کہ پوری نہیں ہوتیں۔ بلکہ وہ دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ حالانکہ قبر دن بدن قریب آرہی ہے۔ اور بڑا سفر طویل سامنے ہے۔ اور توشہ ذرا بھی ساتھ نہیں۔ اور میں

کھلم کھلا گناہوں کے ساتھ اپنے نگہبان اور محافظ کا مقابلہ کیا اور بڑی بڑی بری حرکتیں کیں۔ جواب :۔ بس نہیں ہو سکتیں یعنی جو گناہ کر چکا ہوں وہ اب بے کیا نہیں ہو سکتا اور میں نے لوگوں سے چھپانے کے لئے پردے ڈالے تاکہ میرے عیب کسی پر ظاہر نہ ہوں۔ لیکن میرے جتنے مخفی گناہ ہیں۔ وہ کل کو اس مالک کے سامنے ظاہر ہوں گے (اس کی پیشی میں پیش ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ مجھے اس کا خوف ضرور تھا لیکن میں اس کے حلم اور مغفرت پر بھروسہ کرتا رہا (جس کی وجہ سے جرأت ہوتی رہی۔) اور اس پر اعتماد کرتا رہا کہ وہ بڑا غفور ہے بڑا رحیم ہے۔ اس کے سوا کون معافی دے سکتا ہے۔ بے شک تمام تعریفیں اسی ذات پاک کے لئے ہیں۔ اگر موت کے اور مرنے کے بعد گلنے سڑنے کے سوا کوئی دوسری آفت نہ بھی ہوتی اور میرے رب کی طرف سے جنت کا وعدہ اور دوزخ کی دھمکی نہ بھی ہوتی۔ تب بھی مرنے اور سڑنے ہی میں اس بات پر کافی عبرت و تنبیہ موجود تھی۔ کہ لہو و لعب و شیطانی خرافات سے پرہیز کیا جاتا۔ لیکن کیا کریں کہ ہماری عقل زائل ہو گئی۔۔ کسی وقت اور کسی بات سے بھی ہم کو عبرت حاصل نہیں ہوتی۔۔۔ بس اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ کاش گناہوں کا بخشنے والا میری مغفرت کر دے۔ جب کسی غلام سے کوئی لغزش اور غلطی ہو جاتی ہے

تو آقا ہی اس کو معاف کرتا ہے۔ بے شک میں بدترین بندہ ہوں۔ جس نے اپنے مولا کے عہد میں خیانت کی۔ اور نالائق غلام ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کہ اُن کا کوئی قول وقرار معتبر نہیں ہوتا۔ اے میرے آقا! جب تیری آگ میرے بدن کو جلائے گی تو اس وقت میرا کیا حال بنے گا۔ جبکہ سخت سے سخت پتھر بھی اس آگ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ میں موت کے وقت بھی تنہا رہ جاؤں گا۔ قبر میں بھی اکیلا ہی جاؤں گا۔ اور قبر سے بھی اکیلا ہی اٹھوں گا۔ (غرض کسی جگہ بھی کوئی میرا معین ومددگار نہ ہوگا) پس اے وہ پاک ذات جو خود اکیلی ہے۔ وحدہٗ لاشریک ہے۔ ایسے شخص پر رحم کر جو بالکل تن تنہا رہ گیا ہے۔

بہلول کہتے ہیں۔ کہ اس کے یہ اشعار سن کر مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں غش کھا کر گر پڑا۔ بڑی دیر کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو وہ لڑکا جا چکا تھا۔ میں نے ان بچوں سے دریافت کیا کہ یہ بچہ کون تھا۔ وہ کہنے لگے۔ تو اس کو جانتا نہیں۔ یہ حضرت امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے تو خود ہی حیرت ہو رہی تھی۔ کہ یہ پھل کس درخت کا ہے۔ واقعی یہ پھل اسی درخت کا ہو سکتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس خاندان کی برکتوں سے نوازے اور ہماری خطائیں معاف فرمائے۔ آمین۔

(نظم)

توبہ نامہ

ہر اک گناہ سے مومنو	توبہ کرو توبہ کرو	ہاں خوابِ غفلت سے اٹھو	توبہ کرو توبہ کرو
اب وقت استغفار ہے	سر پر گناہ کا بار ہے	اِس بار کو بڑھنے نہ دو	توبہ کرو توبہ کرو
ہر وقت اٹھتے بیٹھتے	اور چلتے پھرتے لیٹتے	استغفر اللہ پڑھو	توبہ کرو توبہ کرو
توبہ کا در ہے اب کھلا	ہے بخشنے والا خدا	اب ہاتھ سے موقعہ نہ دو	توبہ کرو توبہ کرو
کیوں عاقبت سے ہو بےخبر	لیٹے ہو لمبی تان کر	غفلت میں مت سوتے رہو	توبہ کرو توبہ کرو
آدم نے کی تھی اک خطا	برسوں پکارے ربنا	فرزندِ آدم تم بھی ہو	توبہ کرو توبہ کرو
آدمؑ نے کی توبہ اتم	حق نے کیا اُن پہ کرم	تم بھی یہی خواہش رکھو	توبہ کرو توبہ کرو
شیطان نے کی تھی سرکشی	توبہ نہیں پھر اُس نے کی	شیطان کے تابع مت بنو	توبہ کرو توبہ کرو
جب تائبِ توبہ ہوا	مقبولِ حق وہ ہو گیا	مقبولِ حق تم بھی بنو	توبہ کرو توبہ کرو
کرتے ہیں توبہ دل سے جو	درجے بڑے پاتے ہیں وہ	تم بھی ذرا آگے بڑھو	توبہ کرو توبہ کرو
دنیا گناہوں کی ہے جا	جنگل ہے کانٹوں سے بھرا	ہاں اس کے کانٹوں سے بچو	توبہ کرو توبہ کرو
کی عمر غفلت میں تباہ	ہے منہ گناہوں سے سیاہ	ہو کر خجل روتے رہو	توبہ کرو توبہ کرو
ہوتے ہیں سارے جانور	مشغولِ طاعت ہر سحر	سوتے ہو کیا تم بھی اٹھو	توبہ کرو توبہ کرو
کیا جانے موت آ جائے کب	ہلتے رکھو توبہ پہ لب	ہر صبح کو ہر شام کو	توبہ کرو توبہ کرو
کافی پڑی ہے عمر ابھی	کر لیں گے توبہ پھر کبھی	دل میں نہ یہ بات آنے دو	توبہ کرو توبہ کرو
سمجھو کہ پیغامِ اجل	آنے کو ہے بس آج کل	بہرِ خدا اے دوستو!	توبہ کرو توبہ کرو
جب ہیں خطائیں پے بہ پے	توبہ بھی ہر دم چاہیے	دن ہو کہ آدھی رات ہو	توبہ کرو توبہ کرو

خود بھی سدا توبہ کرو	اوروں کو بھی یہ درس دو	جس سے بھلا اس سے کہو	توبہ کرو توبہ کرو
کب تک یہ تقصیرِ خطا	کب تک یہ غفلت کا نشہ	اُٹھو خدا کا نام لو	توبہ کرو توبہ کرو
غرقی ہے خود غرقِ خطا	یہ بھی بھلا ممکن ہے کیا	جو نصیحت کرے تائب نہ ہو	توبہ کرو توبہ کرو

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ جس نے محض اپنے فضل و کرم سے یہ کتاب دُنیا کی حقیقت بھی آج پوری کرا دی۔ ارادہ تو بہت ہی چھوٹی سی کتاب لکھنے کا تھا۔ پھر بھی ختم کرتے کرتے کافی بڑھ گئی۔ کیونکہ زیادہ بڑی اور دینی کتابیں پڑھنے کا لوگوں (خاص کر آجکل کے نوجوانوں) کو شوق بہت کم ہو گیا ہے۔ اُن کے پاس ایسی عبرت و نصیحت کی کتابیں پڑھنے کے لئے اتنا وقت ہی کہاں ہے۔ جن سے اُن کو یہ پتہ لگ سکے کہ ہمارا خدا سے کیا واسطہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہمیں کیا حکم دیا ہے ہمارا اس دُنیا میں آنے کا مقصد ہی کیا ہے۔ ہمیں اس چند روزہ زندگانی میں کیا کرنا ہے۔ آنے والی منزلیں کتنی سخت کٹھن ہیں۔ اُن کو آسان بنانے اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہمیں کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ قبر کی جو ہزاروں سال کی زندگی ہے۔ وہاں ہمیں کس طرح آرام و راحت مل سکتی ہے۔ ہماری عاقبت کیونکر بخیر ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ چھوٹی سی کتاب مسلمان بھائیوں کے لیئے لکھ دی گئی ہے۔ آج جو ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس کتابیں پڑھنے کے لئے وقت نہیں ہے بعد مرنے کے اِس کا پتہ چلے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وُہ اِس کتاب کو مقبول فرمائے اور بھائی مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ دین کی کتابیں پڑھنے اور اعمالِ صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالےٰ اس گنہ گار کو بھی اپنے فضل وکرم سے بخش دے جو کہ ہر وقت دُنیا کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔

اے مولا تو میری غلطیوں کو معاف فرما۔ اور میرے لئے اس کتاب کو تُو ذریعہ نجات بنا

آمین یا الٰہ العالمین۔!

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ۝

بندہ عاصی طالب رحمت و غفران

محمد اسمٰعیل عفی عنہ خطیب مسجد شاہی

یکم ماہ رمضان ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۲ء

Lakhshami
Stenographer

Special Secretary
Urban Development
Department

J. P. Kesar

...سنوارنے اور خدا تعالیٰ کی یاد دلانے والی کتابیں

کتاب	قیمت
[illegible]	۳/۵۰
[illegible]	-/۶۰
[illegible]	۲/۵۰
...ف	۱/۲۵
...ا پہلی رات	-/۷۰
...رلیا کہتی ہے	۱/۵۰
شب برات کی حقیقت	۱/-
اصلاح المسلمین	۱/۲۵
نصیحت المسلمین	۱/-
گلزار احمدی	۱/-
میلاد شاہِ مدینہ	۱/۷۵
چمن محمدی	-/۷۵
پنجابی نماز	۲/۲۵

کتاب	قیمت
قصہ بی بی پارسائے عابدہ	-/۸۰
خطبہ مسلم	۱/۲۵
ظہورِ ہدایت	۱/۵۰
صوفی ہدایت	۱/۵۰
اردو کا آسان قاعدہ	-/۴۰
اسلام کی پہلی کتاب	-/۷۵
اسلام کی دوسری کتاب	-/۶۰
جہازِ محمدی	-/۳۰
آجکل دی دنیا	-/۳۰
عرب کا چاند	-/۳۰
عزرائیل دی پکار	-/۳۰
سی حرفی صوفی	-/۳۰
ہندی نماز	-/۸۰

ملنے کا پتہ

صوفی محمد اسمٰعیل، محمد جمیل متصل سبزی منڈی مالیر کوٹلہ پنجاب